اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

قادیان

تار کا پتہ الفضل قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ

The ALFAZL QADIAN

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۔ بیرون ہند

جلد ۲۲	۱۴ اگست ۱۹۳۴ء	مطابق	یوم شنبہ	۲ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ	نمبر ۲۰

مدینۃ المسیح

۱۲ اگست حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے ۔

احراریوں کے دل آزار اعتراضات اور اشتعال انگیز پراپیگنڈا کے جواب میں ۱۰ اگست کی رات کو جناب قاضی امیر حسین صاحب مرحوم کے مکان پر جلسہ کیا گیا ۔ دوران تقریر میں معلوم ہوا کہ ایک احراری کا کوئی عزیز فوت ہو گیا ہے ۔ آہ و بکا کی آواز آنے پر ہمدردی کے پیش نظر جلسہ ملتوی کر دیا گیا ۔ جو ۱۱ اگست جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ کے زیر صدارت منعقد کیا گیا ۔ اس میں مولوی جلال الدین صاحب شمس اور مولوی محمد عبد اللہ صاحب اعجاز نے تقریریں کیں ۔ اور اعتراضات کے نہایت مدلل اور شائستہ جواب دیئے ۔

مولانا عبد الرحیم صاحب درد ایم اے مبلغ انگلستان کی والدہ صاحبہ قریباً ڈیڑھ ماہ سے بعارضہ بخار بیمار ہیں ۔ نقاہت بڑھ رہی ہے احباب دعائے صحت فرمائیں ۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سچا مذہب کونسا ہے ؟

(فرمودہ ۱۴ اگست ۱۹۰۸ء)

" جس مذہب نے حصول نجات کے عمدہ وسائل پیدا کئے ہیں ۔ اور جو مذہب تاثیر اور جذب اور کشش اپنے اندر رکھتا ہے وہ سچا ہے ۔ لیکن جس مذہب کے اندر وہ تاثیر اور جذب نہیں ۔ جس کی عملی تاثیروں کا کوئی نمونہ پایا نہیں جاتا وہ خواہ خدا تعالےٰ کو واحد ہی کہے ۔ لیکن جھوٹا ہے ۔ یہ توحید اس کی محض قال کے رنگ میں ہے ۔ حالی کیفیت اس میں پائی نہیں جاتی ۔ حالی کیفیت تو اس وقت پیدا ہوتی ہے جبکہ غیر کا وجود بالکل نابود ہو جائے ۔ اللہ تعالےٰ ہی پر بھروسہ کرنے والا ہو ۔ اسی سے ہر ایک امید و خوف ہو ۔ جب تک یہ بات عملی طور پر پیدا نہ ہو ۔ نرے قال سے کچھ نہیں بنتا ۔ مثلاً اللہ تعالےٰ کو واحد سمجھتا ہے پھر دوسرے سے بھی تعلق رکھتا ہے ۔ تو توحید کہاں رہی ۔ یا خدا تعالےٰ کو رازق مانتا ہے ۔ مگر کسی دوسرے پر بھی بھروسہ کرتا ہے ۔ یا دوسرے سے محبت کرتا ہے ۔ یا کسی سے امید اور خوف رکھتا ہے ۔ تو اس نے واحد کہاں مانا ۔ غرض ہر پہلو سے اللہ تعالےٰ کو واحد ماننے سے توحید حقیقی متحقق ہوتی ہے ۔ مگر یہ اپنے اختیار میں نہیں ۔ اللہ تعالےٰ کے فضل اور اس کی ہستی پر کامل یقین سے پیدا ہوتا ہے ۔"

(الحکم ۱۷ اگست ۱۹۰۸ء)

اخبار احمدیہ

خواب کے ذریعہ احمدیت قبول کی

مکرمی ماسٹر اللہ دتا صاحب متوطن کپور تھلہ نے دوران تبادلہ خیالات میں مجھ سے کہا۔ کہ حق کے سمجھنے کے لئے بارگاہ الٰہی میں دُعا کرو۔ خلوص نیت سے جو دُعا کی جائے وُہ ضائع نہیں جاتی۔ اس پر میں نے دُعا شروع کی۔ ایک شب خواب میں مولوی جلال الدین صاحب شمس سیالکوٹی کو مکہ معظمہ میں دیکھا کہ وُہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ ہیں۔ میں نے مولوی صاحب سے دریافت کیا آپ کا کیا مذہب ہے۔ تو انہوں نے کہا۔ میں احمدی ہوں۔ پھر خواب میں ایک بستی دکھائی گئی۔ جہاں مسجد میں ایک شخص سفید لباس پہنے تقریر کر رہا تھا۔ اس مسجد میں ایک دروازہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام داخل ہُوئے۔ اب جبکہ میں تحقیقات کی غرض سے قادیان آیا۔ تو بستی جو خواب میں دکھائی گئی تھی۔ قادیان نکلی۔ اور مسجد مسجد اقصےٰ کا نقشہ ہوبہو تھا۔ اور سفید لباس والے بزرگ جو تقریر فرماتے تھے وُہ حلیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا تھا۔ یہ دیکھکر میں ایمان لے آیا۔ اور ۸ راگست ۱۹۳۴ء کو دستی بیعت کرلی۔

خاکسار مہرالدین از شاہ پور

ڈاکٹر و اطبّاء اصحاب توجہ فرمائیں

عاجز گزشتہ آٹھ سال سے مرض عسرالبول کے دَوروں میں مبتلا ہوتا رہتا ہے جس کا سبب ڈاکٹر صاحبان پراسٹیٹ غدودوں کا بڑھنا۔ اور حکما استرخاء مثانہ بتلاتے ہیں عموماً دَورہ سال میں ایک دفعہ ہوتا ہے۔ اس دفعہ یہ دَورہ یہاں کشمیر میں ہُوا۔ جو پہلے تمام دوروں سے زیادہ شدید تھا۔ اور زیادہ وقت تک رہا۔ درد کی ایسی شدت تھی۔ کہ میں نے سمجھا۔ اب آخری وقت آگیا ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں تار دیا گیا۔ اصحاب دل کی دُعاؤں کو اللہ تعالےٰ نے قبول فرمایا۔ اور صحت ہو گئی مگر اب تک ضعف اور کچھ خلش باقی ہے۔ اگر ناظرین اخبار میں سے کسی ڈاکٹر یا دوسرے دوست کو اس مرض کے آئندہ روکنے کیواسطے کوئی دوائی یا علاج یا پرہیز معلوم ہو۔ تو مہربانی کرکے مجھے پتہ ذیل پر خط لکھیں۔

تحقیقات قبر مسیح کا کام جو بسبب علالت ملتوی کرنا پڑا تھا۔ پھر شروع کیا گیا۔ اور اخیر ستمبر تک یہاں قیام کا ارادہ ہے۔ ایام علالت میں مولوی عبدالاعلیٰ صاحب مولوی فاضل۔ حبیب اللہ خاں صاحب فرم میکر۔ عزیز محمد یوسف خاں صاحب اور محمد اسمٰعیل صاحب تاجر پشم نے بہت خدمت کی۔ اللہ پاک انہیں دُنیوی اور روحانی انعامات سے مالا مال کرے۔ آمین۔ خاکسار (مفتی) محمد صادق عفا اللہ عنہ۔

معرفت پوسٹ ماسٹر سری نگر کشمیر۔

برات کا استقبال

۴ راگست ۱۹۳۴ء ۳ بجے بعد دوپہر برات لدھیانہ پہونچی۔ احباب استقبال کے لئے موجود تھے۔ پھولوں کے ہار ڈالے گئے۔ لیمونیڈ برف وغیرہ کے علاوہ چائے کا انتظام بھی تھا۔ علاوہ احمدی احباب کے غیر احمدی معززین اور ریلوے سٹاف نے بھی خیر مقدم میں حصہ لیا۔ حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم اے نے دیر تک ہندو دوستوں سے گفتگو کی۔ پونے پانچ بجے گاڑی مالیر کوٹلہ روانہ ہُوئی۔

واپسی پر ۵ راگست کی شب کے دس بجے گاڑی لدھیانہ پہونچی جہاں جماعت احمدیہ لدھیانہ کے علاوہ بعض اور احباب بھی جمع تھے۔ بارہ بجے گاڑی روانہ ہو گئی۔ ۶ راگست ۱۹۳۴ء کو چند دوست حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی غرض سے نزد اسٹیشن جمع ہوئے۔ جہاں حضور ۸ بجے مالیر کوٹلہ سے بذریعہ موٹر تشریف لائے۔ اور سب نے ملاقات کی مختصر قیام کے بعد حضور روانہ ہو گئے۔

خاکسار سید صوفی عبدالرحیم

مُبارکباد بر شادی صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب زاد اللہ مجدہٗ

جن ناظرین کی زبان پنجابی ہے۔ یا جو پنجابی جانتے ہیں۔ امید ہے ذیل کے اشعار سے لطف اندوز ہوں گے

وِچ جناب تیری دے ربّا کرے غلام دُعائیں
اس شادی دیاں دِل میرے وِچ جو جو میں منگاں
پر جو ایسی شادی اُتّے لفظ نبیؐ فرمائے۔
بارک اللہ لک وفیک وعلیک

ناصر دی کر نُصرت مولے تُو فضلاں دا سائیں
لفظاں وِچ نہ ظاہر ہوون ظاہر کر دا سنگاں
او ہو عرض کراں وِچ خدمت اللہ برکت پائے
وجمع شملکما علی خیر

ایہہ جوڑی رکھ سلامت ربّا خادمِ دین بنائیں
ماپیاں کاراں ٹھنڈ اکھیں دی کر مولے ایہہ شادی
دادی نانی نوں ایہہ موقعہ ربّا تدھ وکھایا

نسلاں نیک تکیں اس شاخوں روز قیامت تائیں
وزیر آبادی خادم طرفوں ایہہ مُبارکبادی
ہور بھی مہی عمر عطا کر دکھین بہت عطایا

ابو عبیداللہ حافظ غلام رسول وزیر آبادی۔ مہاجر قادیان

خشک میوہ جات

کچھ عرصہ ہُوا ایک دوست نے خشک فروٹ کا الفضل میں اشتہار دیا تھا۔ اُن کا ایڈریس یاد نہیں رہا۔ وُہ دوست براہ راست مجھے اپنے ایڈریس سے اطلاع کریں۔ کیونکہ مجھے خشک فروٹ کی ضرورت ہے۔ خاکسار ڈاکٹر نورالدین احمدی سول ہسپتال سیلن ضلع منبو۔ اپر برما

چوہدری حاکم علی صاحب کہاں ہیں

چوہدری حاکم علی صاحب سفید پوش چک ۹ پنیار ان دنوں جس جگہ ہوں۔ مجھے اطلاع دیں۔ اور بہت جلد اپنے گاؤں میں تشریف لے آئیں۔ خاکسار مولا بخش۔ چک ۳۵ جنوبی۔ سرگودھا۔

موٹر ڈرائیور کی ضرورت

ایک ہوشیار اور تجربہ کار احمدی موٹر ڈرائیور کی ضرورت ہے۔ خواہشمند احباب مقامی امیر جماعت یا سیکرٹری کی تصدیق کے بعد درخواستیں میرے نام بھجوائیں۔ پرائیویٹ سیکرٹری قادیان

مسجد احمدیہ شہر جالندھر کی تعمیر کیلئے چندہ

مسجد احمدیہ شہر جالندھر کی تعمیر کے لئے صرف ضلع جالندھر اور ہوشیار پور کے احمدی احباب سے چندہ جمع کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ ان ہر دو اضلاع کے جو احباب کسی دوسری جگہ ملازم ہیں۔ یا کسی دوسری صورت سے باہر ہوں۔ اُن سے بھی یہ چندہ لیا جاسکتا ہے۔ مگر یہ لازمی شرط ہے۔ کہ اصلی چندوں پر کسی قسم کی کمی کا اثر نہ پڑنے پائے۔ ناظر بیت المال۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۲۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۲ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

اسلامی آزادیٔ رائے حریت اور غیر مبایعین

۲

اگر یہ کہا جائے۔ کہ جس انسان کو اپنا دینی راہ نما۔ اور امام وقت تسلیم کیا جائے۔ اور جس کے متعلق یہ یقین ہو۔ کہ خدا تعالےٰ نے اپنے سلسلہ کی حفاظت اور ترقی کے لئے اسے منتخب کیا ہے۔ اس سے دینی مسائل میں اختلاف رکھنا جائز نہیں۔ تو "پیغام صلح" کے نزدیک اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ "وُہ جو جی چاہے کرے خاموشی سے دیکھتے جاؤ اور اس کی اطاعت ہی کرتے رہو کہو کچھ نہیں"۔

"جو جی چاہے" سے اگر یہ مراد ہے۔ کہ امام وقت وُہی کرتا ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے منشاء کے ماتحت اور احکام اسلام کے مطابق ہوتا ہے تو اس کے متعلق یہ کہنے میں کیا حرج ہے۔ کہ اس کی اطاعت کرتے رہو۔ کیونکہ جسے ایک برگزیدۂ خدا کا جانشین یقین کر کے اپنا امام تسلیم کر لیا جائے۔ اس کا جی کسی ایسی بات کو چاہ ہی نہیں سکتا جو اسلام کے خلاف ہو۔ لیکن اگر "جو جی چاہے" کا یہ مطلب ہے۔ کہ وُہ اسلام کے خلاف بھی کوئی بات کر سکتا ہے اور کسی دینی حکم کی خلاف ورزی کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ تو جو شخص یہ سمجھتا ہے۔ وُہ اسے اپنا امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلیفہ اور جماعت احمدیہ کا راہ نما کیونکر سمجھ سکتا ہے۔ اور کس طرح اس سے تعلق بیعت قائم رکھ کر اس کی جماعت میں شامل رہ سکتا ہے۔ اور جب وُہ جماعت میں شامل ہی نہیں رہ سکتا۔ تو اسے یہ کہنے کا کیا مطلب کہ:۔

"امام وقت سے اختلاف جائز نہیں۔ وُہ جو جی چاہے کرے خاموشی سے دیکھتے جاؤ اور اس کی اطاعت ہی کرتے رہو۔ کہو کچھ نہیں"۔ یہ بات تو اسی سے کہی جائے گی۔ جو ایک طرف تو ایک انسان کو اپنا امام ماننے کا دعوےٰ کرتا ہو۔ اور دوسری طرف زیغ نفس اور جہالت کی وجہ سے دینی مسائل میں اس سے اختلاف رکھتا۔ اور اس اختلاف کی تشہیر کرتا پھرتا ہو۔ لیکن کسی کو اگر اس خلاف اسلام اور خلاف عقل حرکت سے روکا جائے۔ تو "پیغام صلح" کے نزدیک یہ "اچھی خاصی منافقت" ہے اور اسی وجہ سے وُہ ہم سے یہ سوال کرنا اپنا حق سمجھتا ہے۔ کہ:۔

"کیا جناب خلیفہ قادیان سے غلطی کا امکان نہیں۔ کیا ان کی رائے غلط نہیں ہو سکتی۔ کیا وُہ انسان نہیں ہیں۔ اگر ان سوالوں کا جواب اثبات میں ہے۔ تو پھر بتلایا جائے۔ کہ اختلاف کو یا کم از کم اس کے اظہار کو ناجائز قرار دے کر اصلاح کی کوئی صورت باقی رہ جاتی ہے"۔

اس کے متعلق گزارش ہے۔ کہ جس انسان کے متعلق یہ عقیدہ ہو۔ کہ خدا تعالےٰ نے اسے اپنے مسیح اور مہدی کا جانشین قرار دیا ہے۔ اور اس کے سپرد اس جماعت کی حفاظت و ترقی کا کام کیا ہے۔ جو دُنیا میں حق و صداقت پھیلانے کے لئے اس نے کھڑی کی ہے۔ اس سے کسی ایسی غلطی کا قطعاً امکان نہیں۔ جو دنیا میں رخنہ پیدا کر سکے۔ اسی وجہ سے اس کی رائے دینی مسائل میں ہرگز غلط نہیں ہو سکتی۔ اور نہ وُہ اس بات کا محتاج ہوتا ہے کہ جو لوگ اپنی دینی و روحانی ترقی کے لئے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے کر اس بات کا اقرار کریں۔ کہ وُہ اپنی دینی اصلاح کے لئے اس کی ہدایات و ارشادات کے محتاج ہیں۔ دینی مسائل کے سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کے لئے انہیں اس کی راہ نمائی کی ضرورت ہے۔ وُہ اپنی اصلاح کی فکر کرنے کی بجائے اپنے امام کی اصلاح کے دعویدار بن کر کھڑے ہو جائیں۔ کسی عقل۔ کسی سمجھ اور کسی فہم میں یہ بات ایک لمحہ کیلئے بھی نہیں آ سکتی لیکن "پیغام صلح" عقل و سمجھ سے اس درجہ عاری ہو چکا ہے۔ کہ اس کے نزدیک ضروری ہے۔ کہ جس شخص کو اپنا دینی پیشوا تسلیم کیا جائے جسے خدا تعالےٰ کے ایک مامور کا قائم مقام یقین کیا جائے۔ جسے خدا تعالےٰ کی قائم کردہ جماعت کا راہ نما سمجھا جائے۔ اس کی اصلاح کا کام اسے اپنا خلیفہ اور روحانی پیشوا ماننے والوں کے سپرد ہو۔ اور اس کا طریق یہ ہو۔ کہ اس سے اختلاف پیدا کر کے اس اختلاف کا ادھر ادھر اظہار کیا جائے اس کے جواز میں "پیغام" نے یہ اصل بھی پیش کیا ہے۔ کہ جس کا حساب صاف ہے اس کو محاسبہ کا خوف نہیں ہوتا۔ جس کے پاس دلائل اور معقولیت ہو۔ وُہ نکتہ چینی۔ اعتراضات۔ اور اختلاف سے نہیں ڈر سکتا"۔ حالانکہ محاسبہ کا خوف نہ ہونا ۔ نکتہ چینی۔ اعتراضات اور اختلاف سے نہ ڈرنا بالکل الگ بات ہے۔ اور کسی ایسے شخص کو جو ایک طرف تو یہ کہتا ہو۔ کہ میں فلاں کو اپنا دینی پیشوا سمجھتا۔ خدا کے مامور کا جانشین یقین کرتا ہوں۔ اور دوسری طرف وہ اسی پیشوا پر اعتراضات کرے اس کو اختلاف کا اظہار کر کے فتنہ انگیزی کا حق دینا بالکل اور بات ہے۔ اور کوئی عقل و سمجھ رکھنے والا انسان اس قسم کی فتنہ انگیزی کو ایک لمحہ کے لئے بھی جائز نہیں قرار دے سکتا لیکن "پیغام صلح" کے نزدیک یہ سب کچھ جائز بلکہ ضروری ہے۔ جن لوگوں کے یہ خیالات ہوں۔ اور جن کا "آرگن" امام وقت سے اختلاف جائز رکھتا۔ اس اختلاف کا اظہار نہ کرنے کو "اچھی خاصی منافقت" قرار دیتا۔ دینی مسائل میں امام وقت کی مخالفت کو اس کی "اصلاح کی صورت" بتاتا ہو۔ اور حساب کی صفائی اور دلائل کی معقولیت ثابت کرنے کیلئے اس پر "نکتہ چینی اور اعتراضات" کرنا ضروری سمجھتا ہو۔ ان کی اپنی حالت دیکھنی چاہیئے۔

یہ تو صاف بات ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کو غیر مبایعین میں ایک انجمن کا پریزیڈنٹ ہونے۔ اور زیادہ سے زیادہ "امیر ایدہ اللہ" کہلانے کا حق حاصل ہے۔ اور یہ منصب امام وقت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلیفہ کے مقابلہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ نہ اس قسم کا روحانی اور مذہبی واسطہ پیدا کر سکتا ہے۔ جو امام وقت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلیفہ ماننے والوں میں ہوتا ہے۔ پھر غیر مبایعین یہ بھی نہیں سمجھتے کہ ان کی انجمن کے پریزیڈنٹ یا امیر سے غلطی کا امکان نہیں۔ اس کی رائے غلط نہیں ہو سکتی۔ یا وہ انسان نہیں۔ علاوہ ازیں وہ اصلاح کے لئے اختلاف کے اظہار کو ضروری سمجھتے ہیں۔ ان حالات میں کیا "پیغام" ان اختلافات کی فہرست پیش کر سکتا ہے۔ جو اس وقت تک مولوی محمد علی صاحب سے کئے گئے۔ اور وہ نکتہ چینیاں اور اعتراضات بتا سکتا ہے جن کا انہیں نشانہ بنایا گیا۔ پھر یہ بھی بیان کر سکتا ہے۔ کہ مولوی صاحب نے کیا رویہ اختیار کیا۔ اور "جس کا حساب صاف ہے۔ اس کو محاسبہ کا خوف نہیں" کا کس طرح ثبوت پیش کیا۔ اگر وُہ کوئی ایک واقعہ بھی پیش کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا تو اس سے بڑھ کر بے ہودگی اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ جن باتوں کی وہ دوسروں کو تلقین کرتا ہے۔ ان کے متعلق اپنا۔ اور اپنے "امیر ایدہ اللہ" کا طریق عمل بتانے کے لئے تیار نہیں جو صریح طور پر اس کے دعوےٰ آزادیٔ رائے اور حریت کو باطل ثابت کر رہا ہے:۔

ممکن نہیں۔ کہ "پیغام صلح" اس طرف متوجہ ہو سکے۔ اس لئے ہم خود بطور مثال ایک دو باتیں عرض کرتے ہیں "پیغام صلح"

نے اسلامی آزادی رائے اور اسلامی حریت" کی تشریح میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ

"حضرت عمر جیسے عظیم المرتب خلیفہ کو سر مجلس ایک کمزور بڑھیا۔ ایک غریب بدو نہایت بے باکی سے ٹوک دیتا تھا اور وہ بُرا نہ مانتے تھے"

اس کی حقیقت تو ہم گزشتہ پرچہ میں پیش کر چکے ہیں اب یہ دکھانا چاہتے ہیں۔ کہ "پیغام صلح" نے حضرت عمرؓ کے متعلق جس رنگ میں ذکر کیا ہے۔ وہ اس کے "حضرت امیر" میں کہاں تک پایا جاتا ہے۔

کچھ عرصہ ہوا کسی کمزور بڑھیا یا بدو نے نہیں۔ بلکہ ایک ایم اے ایل ایل بی نوجوان نے جسے غیر مبائعین میں معزز اور شریف سمجھا جاتا ہے۔ سر مجلس اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہا۔ حاضرین مجلس سے اس کی اجازت لے لی اور انہوں نے سُننے کا شوق بھی ظاہر کیا۔ لیکن اسے نہایت سختی کے ساتھ روک دیا گیا۔ اور ایک لفظ کہنے کی اجازت نہ دی گئی۔ اس واقعہ کا اظہار اس نوجوان نے جس کا نام محمد امین ہے۔ ایک ٹریکٹ کی صورت میں کیا۔ چنانچہ لکھا :-

"پچھلے جمعہ ...... مجھ کو ایسے بزرگ نے روکنے کی کوشش کی۔ جو شریف اور آداب مجلس سے خوب واقف ہیں اور جن سے ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ کی مثالیں آئے دن سنتے رہتے ہیں۔ جب میں نے سامعین سے اجازت لے لی تھی۔ اور سب کے سب لوگ مجھ کو سننے کے لئے تیار تھے تو کیا بہتر نہ ہوتا۔ کہ مجھ کو سُن لیا جاتا۔ اور اختلاف پر میری تردید کر دی جاتی۔ یا قبل اس کے کہ میں شروع ہی کرتا مجھ سے مشورہ کر لیتے۔ کہ بات کو ملتوی کر دیا جائے۔ لیکن تقریر کے دوران میں مجھ کو جبراً خاموش کرنے کی کوشش کی گئی۔ جو کسی طرح سے بھی جائز نہ تھا"

یہ ہے "پیغام صلح" کی پیش کردہ حضرت عمرؓ کی مثال پر غیر مبائعین کے "حضرت امیر" کا عمل۔ کیا ایک شخص کو جبراً اپنے اختلاف کے اظہار سے روکنا اسے اچھی خاصی منافقت کے لئے مجبور کرنا نہیں۔ اگر "حضرت امیر" کا حساب صاف تھا۔ تو پھر انہیں محاسبہ کا کیا خوف تھا۔ کیوں انہوں نے محاسبہ کرنے والے کو جبراً روکا۔ اور اختلاف کے اظہار کو ناجائز قرار دیکر اپنی اصلاح کی کوئی صورت باقی نہ رہنے دی۔ کیا "پیغام صلح" ان امور پر روشنی ڈالے گا۔

پھر جب مولوی محمد علی صاحب کے ایک منظور نظر نے جسے انہوں نے باوجود اچھا کام نہ کرنے کے متواتر غیر معمولی ترقیاں دیں۔ ان کی بعض راز کی باتیں شائع کر دیں۔ تو اسے ملازمت سے برطرف کر دیا گیا۔ اس کے مقابلہ کے لئے "احمدیہ ڈیفنس لیگ" قائم کی گئی۔ اور مولوی محمد علی صاحب نے اس کے اختلاف کو "بُرا نہ ماننے" کا جو ثبوت پیش کیا۔ وہ یہ تھا۔ کہ اپنے ایک مضمون میں دوسری مغلظات سنانے کے علاوہ اسے "پرلے درجہ کا بے شرم انسان" بھی کہا۔

اور سُنئے۔ حال ہی کا واقعہ ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کی پارٹی کے بعض افراد نے جو اس قدر اثر و رسوخ رکھتے ہیں کہ باوجود ہماری طرف سے بار بار مطالبہ ہونے کے "پیغام صلح" کو ان کے نام لینے کی جرأت نہیں بعض رازہائے خفیہ کی نقاب کشائی کی۔ تو اس پر بجائے اس کے کہ بُرا نہ منایا جاتا۔ ان لوگوں کی تسلی کی جاتی۔ اور ان باتوں کو ظاہر کر کے دکھایا جاتا۔ کہ یہ ہے اسلامی آزادی رائے اور حریت کا شاندار مظاہرہ۔ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رازداروں میں کہرام مچ گیا۔ خاص جلسے کر کے "حضرت امیر" کے متعلق اعتماد کی قرارداد منظور کی گئی اور مولوی صاحب خود تو بالکل رو ہی دیئے۔ انہوں نے انجمن کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا۔ اور بالفاظ "پیغام" اس وقت تک کے لئے دیا "جب تک ان کا دامن بعد تفتیش کامل پاک و صاف نہ ہو جائے" لیکن چند روز بھی اس عہد پر قائم نہ رہ سکے۔ اور اپنا دامن پاک و صاف کرائے بغیر ہی صدارت پھر سنبھال لی مضمون کی طوالت اجازت نہیں دیتی۔ ورنہ اور بھی بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ بہر حال یہ بخوبی ثابت ہے کہ آزادی رائے اور حریت کے ان انوکھے دعویداروں کی ایک طرف تو خوب جوتیوں میں دال بٹتی ہے۔ اور دوسری طرف ایک ایسا شخص جو انجمن کا پریذیڈنٹ ہے۔ یہ طریق عمل رکھتا ہے کہ:-

"وہ جو جی چاہے کرے۔ خاموشی سے دیکھتے جاؤ۔ اور اس کی اطاعت ہی کرتے رہو۔ کہو کچھ نہیں"

حیرت ہے جن لوگوں کی حالت اس درجہ عبرتناک ہے وہ جماعت احمدیہ کو اسلامی آزادی رائے۔ اور حریت سکھانے کا دعویٰ رکھتے ہیں :

گاندھی جی اور جیل

گاندھی جی نے "اچھوت ادہار" کی خاطر جب جیل سے رہائی حاصل کی۔ تو یہ اعلان کیا۔ کہ وہ ایک سال تک سیاسیات سے علیحدہ رہیں گے۔ تا کہ جیل میں نہ جا سکیں۔ لیکن اب جبکہ ایک سال پورا ہو چکا ہے۔ انہوں نے پہلے وعدہ کو فراموش کرتے ہوئے یہ اعلان کر دیا ہے۔ کہ "جب تک اچھوت ادہار کا کام تکمیل تک نہیں پہونچ جاتا۔ میں اور کوئی کام نہ کروں گا۔ کیونکہ یہ نوع انسان کی ایک بہت بڑی خدمت ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ اس وقت تک گرفتار ہونے سے بچوں۔ کہ جب تک اچھوت ادہار کا مشن پورا نہیں ہو جاتا" (ملاپ ۷ اگست ۱۹۳۴ء)

مطلب یہ کہ نہ اچھوت ادھار کا مشن کبھی پورا ہو گا اور نہ اب گاندھی جی جیل یاترا کا خیال دل میں لائیں گے۔ گاندھی جی نے اس ایک سال میں اچھوتوں کے متعلق کیا کیا۔ یہ ایک ہندو کی زبانی سُن لیجئے۔ مسٹر جی آر سیٹھی بی اے امرتسر کا ایک مضمون ۵ اگست کے سیاست میں چھپا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ گاندھی جی کا دورہ اس قدر بے معنی اور فضول واقعہ ہوا ہے۔ کہ نہ تو ملک کو اور نہ اچھوت بھائیوں کو اس سے چنداں فائدہ پہنچا ہے۔ اگر صاف گوئی جُرم نہیں۔ تو ہم یہ کہنے سے رُک نہیں سکتے۔ کہ گاندھی جی کی ذات اور ان کے خیالات کا ملک پر کوئی اثر باقی نہیں رہا۔

یہ تو ان لوگوں کا خیال ہے۔ جو اچھوت ادھار کے کام میں گاندھی جی کے حامی تھے۔ اور جو مخالف ہیں۔ وہ تو اب اور بھی زیادہ جوش میں ہیں۔ ان حالات میں کس طرح ممکن ہے۔ کہ گاندھی جی کو اچھوت ادہار کے مشن میں کبھی کامیابی ہو سکے۔

"زمیندار" کی نیش زنی

اخبار "زمیندار" کو جب کسی ایسے ہمعصر سے پالا پڑتا ہے، جو اسی کے انداز میں نہ صرف اسے موہنہ توڑ جواب دے سکے۔ بلکہ اور بھی بہت کچھ سُنا سکے۔ تو "زمیندار" اتحاد و اتفاق کا واعظ بن جاتا ہے لیکن جو اسے موہنہ لگانا پسند نہ کرے۔ یا جس سطح پر "زمیندار" ہے۔ اس پر آنا گوارا نہ کرے۔ اس کے خلاف سب و شتم کرنے۔ جھوٹے اور ناپاک الزام لگانے اور شور مچانے سے باز نہیں آتا۔ اخبار "سیاست" کے مقابلہ سے وہ کئی دفعہ بھاگ چکا ہے اور حال میں جب اخبار مذکور نے اسے ہوش میں لانے کی طرف توجہ کی۔ تو یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ "ہم ہر مسلمان کو جو کلمہ گو ہونے کا مدعی ہے باتباع خلق المؤمنین خیراً۔ اسلام کا بدخواہ نہیں سمجھتے" (زمیندار ۱۰ اگست) لیکن اسی پرچہ میں بلکہ اسی صفحہ پر جماعت احمدیہ کے خلاف دل کھولکر بیہودہ سرائی کی ہے۔ اور خود مولوی ظفر علی صاحب نے کی ہے۔ جماعت احمدیہ اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہے۔ اس کا ہر فرد "کلمہ گو ہونے کا مدعی ہے" اور جان و مال سے اسلام کی اشاعت اور حفاظت کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ پھر "زمیندار" کا آئے دن جماعت احمدیہ کے خلاف شرارت اور فتنہ پھیلانے کی کوشش کرنا اور بدزبانی میں مصروف رہنا۔ افترا پردازیاں کرتے ہوئے ذرا نہ شرمانا۔ ظاہر کرتا ہے کہ وہ صرف اسی کلمہ گو کو مسلمان اور اسلام کا خیرخواہ تسلیم کر سکتا ہے۔ جو اس کا موہنہ توڑے۔ ورنہ کوئی اس کی نیش زنی سے محفوظ نہیں رہ سکتا خواہ وہ اسلام کا کتنا بڑا خادم کیوں نہ ہو۔

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

۲۹ جولائی بعد نماز عصر

لونڈی سے نکاح

ایک صاحب نے عرض کیا۔ کہ لونڈی سے نکاح کرنے یا نہ کرنے کے متعلق حضور کا کیا خیال ہے

فرمایا نکاح ایک اعزاز ہے۔ جو عورت کو حاصل ہوتا ہے۔ لونڈی کو یہ اعزاز دینے کا کیا مطلب۔ وہ تو اس قوم سے تعلق رکھنے والی ہوتی ہے۔ جو اسلام کو مٹانے کے لئے حملہ آور ہوتی ہے۔ لونڈیاں اس قوم کی عورتیں بنائی جا سکتی ہیں۔ جس نے مسلمانوں پر ان کا مذہب بدلوانے کے لئے حملہ کیا ہو۔ پولیٹیکل جنگ میں اگر فتح حاصل ہو۔ تو لونڈیاں بنانا جائز نہیں۔ یہ دراصل اس قوم کے لئے سزا ہے۔ جو مذہب بدلوانے کے لئے حملہ آور ہو؎

یکم اگست بعد نماز عصر

حضور نے بابو محمد اسمٰعیل صاحب قادیان کی لڑکی اقبال بیگم کے نکاح کا اعلان کرتے ہوئے حسب ذیل خطبہ پڑھا۔

خطبۂ نکاح

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کے موقعہ پر جن آیات کا انتخاب فرمایا ہے۔ ان میں انصاف اور سچائی کی خصوصیت سے ضرورت بیان کی گئی ہے۔ اور اس پر زور دیا گیا ہے۔ سچائی ہر موقع پر ہی ضروری ہے۔ اور اس کے بغیر کوئی کام نہیں چل سکتا۔ ایک جگہ مل کر رہنے والے باپ بیٹے بہن بھائی اور دوسرے رشتہ دار اگر ایک دوسرے کے ساتھ سچائی کا معاملہ نہ کریں۔ تو کتنا فساد پیدا ہو سکتا ہے۔ لیکن میاں بیوی کے معاملہ میں سچائی کی اور بھی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ ورنہ بڑے بڑے فتنے پیدا ہو جاتے ہیں۔ شریعت نے خصوصیت کے ساتھ نکاح کے معاملہ میں سچائی پر زور دیا ہے۔ مگر ہمارے ملک میں بدقسمتی سے سب سے زیادہ جھوٹ نکاح کے متعلق بولا جاتا ہے حتیٰ کہ اتنا جھوٹ بولا جاتا ہے۔ کہ لطائف بن گئے ہیں۔ کہتے ہیں ایک شخص کا لڑکا کانا تھا جس کے لئے اسے کہیں سے رشتہ نہ ملتا تھا۔ آخر کسی جگہ اس نے لڑکا دکھانے بغیر لالچ دے کر رشتہ کر لیا جب شادی ہو گئی۔ تو لڑکے والا کہنے لگا

ہمیں بھلے بھئی ہمیں بھلے۔ کانا بیٹا بیاہ سے چلے

اس پر لڑکی والے نے کہا

تہسیں بھلے مت سمجھو جمان۔ بیٹی کا ٹینٹوا کر و دھیان

اس میں یہی بتایا گیا ہے۔ کہ نکاح کے متعلق لڑکے والے بھی فریب اور دھوکہ سے کام لیتے ہیں۔ اور لڑکی والے بھی۔ اور اتنا نہیں خیال کرتے۔ کہ یہ فریب جلدی ہی کھل جائے گا۔ اور اس وقت بہت زیادہ فتنہ پڑے گا۔ ہم دیکھتے ہیں۔ جہاں امید ہوتی ہے۔ وہاں ہی گلہ اور افسوس بھی کیا جاتا ہے۔ اور جہاں امید نہیں ہوتی۔ وہاں کوئی افسوس نہیں ہوتا۔ ایک شخص کسی غیر کے گھر جاتا ہے۔ جس کے متعلق اسے اتنی بھی امید نہیں ہوتی۔ کہ عزت و توقیر سے بٹھائے گا۔ تو اس پر اُسے کوئی گلہ نہ ہوگا۔ بلکہ اسی بات پر خوش ہو جائے گا کہ اس نے اسے کوئی ناگوار بات نہیں کہی۔ ایسے موقعہ پر عدم شر کو ہی خوشی کا موجب سمجھ لیگا۔ مگر ایک شخص جو کسی دوست کے ہاں جاتا ہے۔ وہ دوست اگر اس کی اچھی طرح تواضع نہ کرے۔ تو ناراض ہو جاتا ہے۔ غرض جہاں امید ہو۔ وہاں ہی گلہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ لڑکے لڑکی والوں کا ایک دوسرے سے صفائی کے ساتھ بات نہ کرنا نکاح کے بعد گلہ پیدا کرتا ہے۔ اور پھر بڑے بڑے فتنوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

پس بیاہ شادی کے موقعہ پر خاص طور پر سچ سے کام لینا چاہیئے۔ جس طرح عبادات میں نماز اتنی ضروری ہے۔ کہ جو شخص اسے چھوڑتا ہے۔ وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح نکاح کے معاملہ میں جو سچ کو چھوڑتا ہے۔ وہ ساری عمر کی مصیبت سہیڑ لیتا ہے۔

۲ اگست بعد نماز عصر

مومن کا کم کھانا

ایک صاحب نے عرض کیا۔ حدیث میں جو یہ آتا ہے۔ کہ مومن کم کھاتا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے۔

فرمایا۔ جو حقیقی مومن ہو۔ وہ یوں بھی غیر مومنوں سے کم کھاتا ہے۔ یورپین اور دوسری اقوام کے لوگوں کے ایک ایک وقت کے کھانوں کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے۔ دوسرے یہ بات قومی طور پر بیان کی گئی ہے۔ اور مطلب یہ ہے۔ کہ دوسری قومیں اپنی زندگی کا مقصد کھانا پینا ہی سمجھتی ہیں۔ مگر مومن کھانا زندہ رہنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ شیخ سعدی بھی کہتا ہے

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است۔ تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

پھر یہ وقتی بات بھی ہو سکتی ہے۔ صحابہ پر وہ وقت بھی آیا۔ جس کے متعلق وہ بیان کیا کرتے تھے۔ کہ جنگل کے پتے کھانے کی وجہ سے پاخانہ مینگنیاں بن کر آتا تھا۔ اس وقت کفار اچھے اچھے کھانے کھاتے تھے۔ اور مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ کھاتے تھے۔

فبعث اللہ غرابا سے مراد

عرض کیا گیا قرآن مجید میں جو یہ آتا ہے۔ کہ فبعث اللہ غرابا یبحث فی الارض لیریہ کیف یواری سوأۃ اخیہ۔ کیا اس سے مراد اصلی کوا ہی ہے؟

فرمایا:۔ ہو سکتا ہے۔ کہ مراد اصلی کوا ہی ہو۔ اسے کریدنے کی عادت ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے اسے تحریک کر دی ہو۔ کہ اس طرح کرے۔ حیوانوں اور پرندوں کو بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی تحریک ہو سکتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے موقعہ پر بعد مدینہ میں ہجرت کر کے آنے کے موقعہ پر جو یہ فرمایا تھا۔ کہ میری اونٹنی جہاں ٹھہرے گی۔ میں وہاں اتروں گا۔ اس کا یہی مطلب تھا۔ کہ اونٹنی خدا تعالیٰ کی تحریک سے جہاں ٹھہرے گی وہاں قیام کیا جائے گا۔ اسی طرح کوے کا واقعہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے کریدنے سے دفن کرنے کا خیال سمجھایا گیا ہو؎

اس میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ مومن کو ہر چیز سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ ہر بات کو غور و فکر سے دیکھنا چاہیئے۔ اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ کافر کے سامنے سے بڑے بڑے نشانات گذر جائیں۔ تو بھی وہ کچھ فائدہ نہیں اٹھاتا۔ گو وہ مومن نہیں تھا جس کے سامنے کوے نے زمین کریدی۔ لیکن اپنے فعل کے متعلق اسے ندامت پیدا ہو چکی تھی۔ اور اس طرح اسے مومن سے مشابہت حاصل ہو گئی تھی۔ اس لئے اس نے فائدہ اٹھا لیا۔ اور جب مومن سے معمولی مشابہت پیدا کرنے والا کسی بات سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ تو اصل مومن کسقدر فائدہ نہ اٹھائے گا۔

حبط اعمال کا مطلب

عرض کیا گیا۔ قرآن میں ایک طرف تو آیا ہے۔ حبطت اعمالھم فی الدنیا والآخرۃ کہ بعض لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت میں بالکل اکارت جائیں گے۔ اور دوسری طرف آتا ہے ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ۔ کہ خدا تعالےٰ کسی پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کرتا۔ پھر جن لوگوں کے تمام اعمال ضائع کر دیئے جائینگے ان پر ظلم نہیں ہوگا۔

فرمایا جہاں حبطت اعمالھم کا ذکر ہے۔ وہاں کفار کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ وہ اسلام کے خلاف جسقدر کوششیں کر رہے ہیں۔ وہ سب کی سب ناکام رہیں گی۔ ان کے اعمال کا کوئی نتیجہ نہ نکلے گا۔ انہیں قطعاً کامیابی نہ ہوگی۔ گویا اس سے ان کے وہ اعمال مراد ہیں۔ جو اسلام کے مقابلہ میں کرتے تھے

نہ مسلمانوں کے اعمال نماز روزہ وغیرہ
پھر اسلام کے خلاف جو کوششیں ہوں۔ ان کو ضائع کر دینا ظلم نہیں۔ بلکہ ان پر بہت بڑا رحم ہے۔ کیونکہ اس طرح سعید الفطرت لوگوں کو ایمان لانے کا موقعہ مل گیا۔

رسولوں اور ایمان لانے والوں کی نصرت

عرض کیا گیا۔ قرآن کریم میں آتا ہے۔ انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا۔ کہ ہم رسولوں اور ان لوگوں کی جو ایمان لائیں۔ ضرور اس دنیا کی زندگی میں مدد کرتے ہیں۔ مگر دیکھا گیا ہے۔ کہ بعض اوقات مومن بھی مغلوب ہو جاتے ہیں۔

فرمایا:۔ یہاں افراد کا ذکر نہیں۔ رسل اور مومنوں کے مجموعہ کا ذکر ہے۔ کہ وہ غالب ہوتے ہیں۔ اور اس مجموعہ کے ساتھ یقینی طور پر خدا تعالےٰ کی تائید اور نصرت ہوتی ہے

نبی کا قتل ہونا

عرض کیا گیا۔ قرآن کریم میں آتا ہے۔ لو تقول علینا بعض الاقاویل۔ لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من احد عنہ حاجزین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نبی قتل نہیں کیا جاتا۔ پھر جن انبیاء کے متعلق آتا ہے۔ کہ قتل کئے گئے۔ ان کی صداقت کس طرح ثابت ہو سکتی ہے۔

فرمایا:۔ اس آیت سے یہ استدلال ہوتا ہے۔ کہ جھوٹا نبی زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ نہ یہ کہ سچا نبی قتل نہیں کیا جا سکتا۔ زندگی علامت نبوت نہیں۔ ورنہ اگر علامت ہو۔ تو پھر نبی کے فوت ہونے تک اس پر کوئی ایمان نہ لا سکے بلکہ دیکھتا رہے۔ کہ اس کی وفات کس طرح ہوتی ہے۔ پس اس آیت کا مطلب یہ ہے۔ کہ جھوٹا نبی ضرور مارا جاتا ہے۔ نہ یہ کہ سچا نبی نہیں مارا جاتا۔ البتہ شریعت لانے والا اور شریعت کو دوبارہ قائم کرنے والا نبی نہیں مارا جاتا۔

سؤر کے بالوں کے برش کا استعمال

میاں عبدالوہاب صاحب ابن حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز سے Bristles یعنے سؤر کے بالوں کے برش کے استعمال کے متعلق جس سے دانت صاف کئے جاتے ہیں۔ پوچھا۔ تو حضور نے فرمایا۔

سؤر کے بالوں کا ذکر کہیں قرآن کریم میں نہیں۔ مگر بعض احادیث میں ہے۔ کہ جن کے گوشت حرام ہیں۔ ان کی باقی اشیاء بھی ممنوع ہیں۔ اس بناء پر گو حرام نہ کہیں۔ مگر احتیاط کے خلاف ہوگا۔ کہ ایسے برش استعمال کئے جائیں ؛

احمدیت کے متعلق مضمون

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سلوک اپنے دشمنوں سے

من عفا و اصلح فاجرہٗ علی اللہ کا نظارہ

سیرت طیبہ کا ایک درخشاں پہلو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کا ایک درخشاں پہلو جو مخالفین سے سلوک کرنے کے متعلق ہے۔ وہ یہ ہے کہ کئی مواقع ایسے آئے۔ جبکہ آپ جائز اور بجا طور پر انتقام لے سکتے تھے۔ مگر آپ نے عفو و درگذر سے ہی کام لیا۔ اس کے متعلق چند واقعات پیش کئے جاتے ہیں۔

شوکت صاحب میرٹھی کا واقعہ

میرٹھ سے احمد حسین صاحب شوکت نے اخبار شحنۂ ہند جاری کر رکھا تھا۔ یہ شخص اپنے آپ کو مجدد السنۃ مشرقیہ کہا کرتا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت میں اس نے اپنے اخبار کا ایک ضمیمہ بھی وقف کیا ہوا تھا۔ جس میں ہر قسم کے گندے مضامین شائع ہوتے۔ ۱۲ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں میرٹھ کی جماعت کے پریذیڈنٹ جناب شیخ عبدالرشید صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پہنچ کر عرض کیا۔ کہ میں نے ارادہ کیا ہے۔ ضمیمہ شحنۂ ہند کے توہین آمیز مضامین کے متعلق عدالت میں نالش کر دوں۔ اگر عدالت کے ذریعہ چارہ جوئی کی جاتی۔ تو عقلاً عرفاً اور اخلاقاً ہر طرح جائز تھا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

"ہمارے لئے خدا کی عدالت کافی ہے۔ یہ گناہ میں داخل ہوگا۔ اگر ہم خدا کی تجویز پر تقدم کریں۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ صبر اور برداشت سے کام لیں"

(سیرت مسیح موعود حصہ اول صفحہ ۱۰۶)

ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک سے عفو

ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک جو مباحثہ آتھم میں عیسائیوں کی جانب سے پریذیڈنٹ اور امرتسر کے میڈیکل مشن کا مشنری تھا۔ اس نے ۱۸۹۷ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ایک مقدمہ اقدام قتل کا دائر کیا۔ جو بالآخر محض جھوٹا اور بناوٹی ثابت ہوا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نہایت عزت و احترام کے ساتھ بری ہوئے۔ بریت کے وقت عدالت میں کپتان ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کرکے کہا۔ "کیا آپ چاہتے ہیں۔ کہ ڈاکٹر کلارک پر مقدمہ چلائیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں۔ تو آپ کو حق ہے"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

"میں کوئی مقدمہ کرنا نہیں چاہتا۔ میرا مقدمہ آسمان پر دائر ہے"۔ صفحہ ۱

مولوی محمد حسین بٹالوی کی پردہ پوشی

اسی مقدمہ ڈاکٹر کلارک میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ایک گواہ کی حیثیت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف پیش ہوئے۔ اور جب وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف جو کچھ کہنا چاہتے تھے۔ کہہ چکے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر لاہور نے مولوی محمد حسین صاحب پر کچھ ایسے سوالات کرنے چاہے۔ جو ان کی عزت و آبرو اور حیثیت کو خاک میں ملانے والے تھے۔ آپ نے ان کو روک دیا۔ اور فرمایا

"میں ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ یہ ایسی بات ہے۔ کہ اس کے اپنے اختیار سے باہر ہے۔ اور میں اس کی عزت کو برباد نہیں کرنا چاہتا"۔ صفحہ ۱۱

آخر مولوی فضل الدین صاحب رک گئے۔ وہ احمدی نہیں تھے۔ مگر اس بلند ہمتی اور عفو و درگذر کی حیرت انگیز مثال نے انہیں ہمیشہ آپ کا مداح رکھا۔ اور ان پر اس واقعہ نے عجیب اثر ڈالا۔ کہ مولوی محمد حسین تو آپ کی جان کا دشمن ہے اور وہ آپ کو جھوٹ بول کر قاتل ثابت کرنا چاہتا ہے۔ مگر آپ کی یہ شان ہے۔ کہ ایک امر واقعہ کے متعلق بھی اجازت نہیں دیتے۔ کہ اس سے پوچھا جائے۔ محض اس لئے کہ وہ ذلیل نہ ہو؛

مقامی ہندوؤں اور سکھوں سے سلوک

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابتدائی ایام میں قادیان کی زمین باوجود فراخی کے احمدیوں پر تنگ تھی۔ بعض اوقات باہر سے آئے ہوئے مہمانوں کے دامن میں قادیان کے شریر معاندوں نے پاخانہ ڈلوا دیا۔ اور ایک ٹوکری

مٹی کی بھی کسی غریب مہاجر کے لئے اٹھانی مشکل ہو جاتی۔ سید احمد نور صاحب مہاجر جب کابل سے ہجرت کر کے قادیان آئے۔ تو انہوں نے ڈھاب میں ایک موقعہ پر حضرت اقدس کی اجازت سے مکان بنانا چاہا۔ جب تعمیر مکان شروع ہوئی تو قادیان کے سکھوں اور بعض برہمنوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ اور انہیں اور ان کے بھائی کو مارا۔ اس کشاکش میں ایک برہمن کو بھی چوٹ لگی۔ اور اس کی پیشانی سے خون نکل آیا۔ سید احمد نور بھی لہولہان ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ "باہم صلح اور سمجھوتہ کرا دینا چاہیئے۔ جس طرح بھی ہو۔" چنانچہ صلح کی کوشش کی گئی۔ اور گو بظاہر وہ یہی کہتے رہے۔ کہ ہاں صلح ہو جانی چاہیئے عدالت میں نہیں جانا چاہیئے۔ مگر درپردہ انہوں نے اس شخص کو جس کی پیشانی سے خون نکلا۔ اور جس کا نام بالا رام تھا۔ کہا کہ تم فوراً جا کر نالش کر دو۔ چنانچہ اس نے حضرت خلیفۃ المسیح اول مولوی نورالدین صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب اور سید احمد نور صاحب پر نالش کر دی۔ یہ مقدمہ سردار غلام حیدر خان صاحب مزاری کی عدالت میں پیش ہوا۔ چنانچہ یہ سکھوں اور بعض برہمنوں کا مرتب بلوہ تھا۔ علاوہ ازیں ہماری طرف سے جو صلح کی کوشش کی گئی تھی۔ اسے بھی انہوں نے ٹھکرا دیا۔ اس لئے پولیس کو اطلاع دی گئی۔ پولیس نے اپنی تفتیش میں سولہ آدمیوں کا چالان کر دیا۔ اور یہ مقدمہ بھی اسی عدالت میں پیش ہوا۔ قادیان کے آریوں نے انتہائی کوشش کی۔ کہ احمدیوں کے خلاف مقدمہ خطرناک طور پر ثابت ہو۔ مگر چونکہ اس کی بنا محض جھوٹ پر تھی۔ اس لئے پہلی ہی پیشی میں خارج ہو گیا۔ اور دوسرے مقدمہ میں جس میں پولیس نے چالان کیا تھا۔ ملزموں پر فرد جرم لگ گیا۔ آخر فیصلہ سنایا جانا باقی تھا جس کے متعلق یقین تھا۔ کہ ملزم سزایاب ہوں گے۔ کیونکہ روئداد مقدمہ میں ان پر جرم ثابت ہو چکا تھا۔ اس موقعہ پر لالہ شرمپت رائے اور لالہ ملاوامل بعض دوسرے لوگوں کو ساتھ لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور بڑی معذرت کی۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ آپ کے بزرگ ہمیشہ ہم سے حسن سلوک کرتے چلے آئے ہیں۔ آپ سے بھی ہم اسی سلوک کے متمنی ہیں۔ ساتھ ہی وعدہ کیا۔ کہ آئندہ ایسی حرکت سرزد نہ ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی درخواست منظور کر لی۔ اور شیخ یعقوب علی صاحب کو حکم دیا۔ کہ وہ عدالت میں جا کر آپ کی طرف سے کہدیں۔ کہ میں نے ان لوگوں کو معاف کر کے مقدمہ چھوڑ دیا ہے۔ اس پر عرض کیا گیا۔ کہ یہ مقدمہ پولیس نے چالان کیا ہے۔ سرکار مدعی ہے۔ پولیس سولہ ملزموں کا رہا کیا جانا پسند نہیں کرے گی۔ اور اب تو صرف حکم سنایا جانا باقی ہے۔ اس لئے ہمارے اختیار سے باہر ہے۔ کہ ہم یہ مقدمہ بطور راضی نامہ ختم کر دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

"ہمارے اختیار میں جو کچھ ہے۔ وہ کر لینا چاہیئے۔ میں نے ان کو معاف کر دیا ہے۔ میری طرف سے جا کر کہدیا جائے کہ انہوں نے معاف کر دیا ہے۔ ہم کو اس سے کچھ غرض نہیں ہم نے چھوڑ دیا۔ اگر عدالت منظور نہ کرے۔ تو اس میں ہمارا کوئی اختیار نہیں ہے۔ فوراً چلے جاؤ" صـ۱۱۳

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے عدالت میں جب حضور کا پیغام پہنچا گیا۔ تو مجسٹریٹ صاحب بہت متاثر ہوئے۔ اور کہنے لگے۔ "جب حضرت صاحب نے معاف کر دیا تو میں بھی معاف ہی کرتا ہوں۔" پھر ملزموں کو مخاطب کر کے کہا۔

"ایسا مہربان انسان کم دیکھا گیا ہے۔ جو دشمنوں کو اس وقت بھی معاف کر دے۔ جبکہ وہ اپنی سزا بھگتنے والے ہوں اور بہت ملامت کی۔ کہ ایسے بزرگ کی جماعت کو تم تکلیف دیتے ہو۔ بڑے شرم کی بات ہے۔ آج تم سب سزا پاتے۔ مگر یہ مرزا صاحب کا رحم ہے۔ کہ تم کو جیلخانہ سے بچا دیا۔" صـ۱۱۴

ایک دشمن سے برتاؤ

اسی مقدمہ میں ایک شخص سنتا سنگھ بھی ملزم تھا۔ اس کا ایک چچا نہال سنگھ تھا۔ جس نے فریق مخالف کو مقدمہ دائر کرنے پر اکسایا تھا۔ چند روز بعد اسے کسی بیماری میں کستوری کی ضرورت پڑی۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دروازہ پر گیا۔ اور دستک دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام باہر تشریف لائے۔ تو اس نے کہا۔ "مرزا صاحب مشک کی ضرورت ہے کسی جگہ سے ملتی نہیں۔ آپ کچھ مشک دیں۔" حضرت مسیح موعود علیہ السلام بخوبی جانتے تھے۔ کہ یہ اس مقدمہ میں حصہ لیتا رہا ہے۔ مگر آپ نے بجز اس کے کچھ نہ فرمایا۔ "کہ ٹھہرو میں لاتا ہوں" پھر آپ اندر تشریف لے گئے۔ اور قریباً نصف تولہ مشک لا کر اسے دے دی۔

نفس پر قابو

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اپنی تصنیف "سیرت مسیح موعود" میں رقمطراز ہیں۔ کہ ایک روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا

"میں اپنے نفس پر اتنا قابو رکھتا ہوں۔ اور خدا تعالیٰ نے میرے نفس کو ایسا مسلمان بنایا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص ایک سال بھر میرے سامنے بیٹھ کر میرے نفس کو گندی سے گندی گالی دیتا رہے۔ آخر وہی شرمندہ ہوگا۔ اور اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ میرے پاؤں جگہ سے اکھاڑ نہ سکا۔" صـ۵۲

حضرت مولوی صاحب اسی سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"میں مختلف شہروں اور ناگوار نظاروں میں آپ کے ساتھ رہا ہوں دہلی کی ناشکر گذار اور جلد باز مخلوق کے مقابل پٹیالہ جالندھر۔ کپورتھلہ۔ امرتسر۔ لاہور اور سیالکوٹ کے مخالفوں کی متفق اور منفرد دل آزار کوششوں کے مقابل میں آپ کا حیرت انگیز صبر اور حلم اور ثبات دیکھا ہے۔ کبھی آپ نے خلوت میں یا جلوت میں ذکر تک نہیں کیا۔ کہ فلاں شخص یا فلاں قوم نے ہمارے خلاف یہ ناشائستہ حرکت کی اور فلاں نے زبان سے یہ نکالا۔ میں صاف دیکھتا تھا۔ کہ آپ ایک پہاڑ ہیں۔ کہ ناتواں پست ہمت چوہے اس میں سرنگ کھود نہیں سکتے" صـ۵۳

ایک ہندوستانی کی بے باکانہ گفتگو

پھر فرماتے ہیں:۔

"ایک روز ایک ہندوستانی جسکو اپنے علم پر بڑا ناز تھا۔ اور اپنے تئیں جہاں گرد اور سرد و گرم زمانہ دیدہ چشیدہ ظاہر کرتا تھا۔ ہماری مسجد میں آیا۔ اور حضرت سے آپ کے دعوے کی نسبت بڑی گستاخی سے باب کلام وا کیا۔ اور تھوڑی سی ہی گفتگو کے بعد کئی دفعہ کہا۔ آپ اپنے دعویٰ میں کاذب ہیں۔ اور میں نے ایسے مکار بہت سے دیکھے ہیں اور میں تو ایسے کئی بغل میں دبائے پھرتا ہوں۔ غرض ایسے ہی بے باکانہ الفاظ کہے۔ مگر آپ کی پیشانی پر بل تک نہ آیا۔ بڑے سکون سے سنا کئے۔ اور پھر بڑی نرمی سے اپنی نوبت پر کلام شروع کیا۔" صـ۵۴

دشمنوں کا ذکر

"مجلس میں آپ کسی دشمن کا ذکر نہیں کرتے۔ اور جو کسی کی تحریک سے ذکر آ جائے۔ تو بُرے نام سے یاد نہیں کرتے۔ یہ ایک بیّن ثبوت ہے۔ کہ آپ کے دل میں کوئی جلانے والی آگ نہیں ورنہ جس طرح کی ایذا قوم نے دی۔ اور جو سلوک مولویوں نے کیا ہے۔ اگر آپ اسے واقعی دنیاداروں کی طرح محسوس کرتے۔ تو رات دن کڑھتے رہتے۔ اور ہیر پھیر کر ان ہی کا مذکور درمیان لاتے اور یوں حواس پریشان ہو جاتے۔ اور کاروبار میں خلل آتا" صـ۵۵

عم زاد بھائیوں سے درگذر

حضرت مسیح موعودؑ کے چچا زاد بھائیوں میں سے مرزا امام الدین صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سلسلہ احمدیہ کے ساتھ سخت عناد تھا۔ اور وہ کوئی دقیقہ تکلیف دہی کا اٹھا نہ رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ مل کر اس راستہ کو جو بازار اور مسجد مبارک کا تھا۔ ایک دیوار کے ذریعہ بند کر دیا۔ اور اس طرح سب احمدی پانچ وقت کی نمازوں کے لئے مسجد مبارک میں جانے سے روک دیئے گئے۔ اس وقت مسجد مبارک کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکانات کا چکر کاٹ کر آنا پڑتا تھا یعنی اس کوچہ میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے مکان کے آگے سے جاتا

اور پھر بازار کی طرف کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے مکان کی طرف چلا جاتا ہے۔ جماعت میں بعض کمزور اور ضعیف العمر انسان تھے۔ بعض نابینا بھی تھے۔ بارشوں کے دن تھے۔ راستہ میں کیچڑ ہوتا اور بعض بھائی نماز کے لئے جاتے ہوئے گر پڑتے۔ اور ان کے کپڑے کیچڑ میں لت پت ہو جاتے جب مجبوراً عدالت میں جانا پڑا۔ تو عدالت نے نہ صرف دیوار گرانے کا حکم دیا۔ بلکہ حرجانہ اور خرچہ کی ڈگری بھی فریق ثانی پر کر دی۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس خرچہ حرجانہ کی ڈگری کا اجراء پسند نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ اس کی میعاد گذرنے کو آگئی۔ جب گورداسپور میں مقدمات کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔ تو خواجہ کمال الدین صاحب نے محض اس خیال سے کہ اس کی میعاد نہ گذر جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو علم کئے بغیر اس کے اجراء کی کارروائی کی۔ اور اس کے لئے حسب ضابطہ نوٹس مرزا نظام الدین صاحب کے نام جاری ہوا۔ کیونکہ اس وقت فریق ثانی میں سے وہی زندہ تھے۔ مرزا امام الدین صاحب فوت ہو چکے تھے۔ مرزا نظام الدین صاحب کو جب نوٹس ملا۔ تو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک خط لکھا۔ جس کا مضمون یہ تھا۔ کہ دیوار کے مقدمہ کے خرچہ وغیرہ کی ڈگری کے اجراء کا نوٹس میرے نام آیا ہے۔ اور میری حالت آپ کو معلوم ہے۔ اگرچہ میں قانونی طور پر اس روپیہ کے ادا کرنے کا پابند ہوں۔ اور آپ کو بھی حق ہے کہ آپ ہر طرح وصول کریں۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ہماری طرف سے ہمیشہ کوئی نہ کوئی تکلیف آپ کو پہنچتی رہتی ہے۔ مگر یہ بھائی صاحب کی وجہ سے ہوتا تھا۔ جس میں مجھے بھی شریک ہونا پڑتا تھا۔ آپ رحم کر کے مجھے معاف کر دیں۔ اور اگر معاف نہ کریں تو باقساط وصول کر لیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کا اظہار رنج

جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ خط ملا۔ آپ نے اس بات پر سخت رنج کا اظہار کیا۔ کہ کیوں اجراء کی کارروائی کی گئی۔ مجھ سے کیوں دریافت نہیں کیا گیا اس وقت خواجہ صاحب نے یہ عذر کیا۔ کہ محض میعاد کو محفوظ کرنے کے لئے ایسا کیا گیا۔ ورنہ اجراء مقصود نہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس عذر کو بھی ناپسند کیا۔ اور فرمایا۔

"آئندہ کبھی اس ڈگری کو اجراء نہ کرایا جائے۔ ہم کو دنیا داروں کی طرح مقدمہ بازی اور تکلیف دہی سے کچھ کام نہیں۔ انہوں نے اگر تکلیف دینے کے لئے ہم سے کام کیا۔ تو ہمارا یہ کام نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اس غرض کے لئے دنیا میں نہیں بھیجا۔ (سیرت مسیح موعود صفحہ ۱۱۸) مرزا نظام الدین صاحب پر اس کا جو اثر ہوا۔ وہ یہ تھا کہ انہوں نے اپنی زندگی

تمدن اسلام

دعوتِ طعام اور اسلامی آداب

اسلام نے تمدن و معاشرت کے ہر ایک پہلو کو مد نظر رکھا ہے۔ اور ان تمام باتوں کے متعلق جو باعث تکلیف اور موجب پریشانی ہو سکتی ہیں ضروری ہدایات دی ہیں۔ مگر افسوس کہ عام طور پر مسلمان ان ہدایات کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

دعوت پر بن بلائے آنا

ہندوستان میں یہ عام مرض پایا جاتا ہے۔ کہ کسی تقریب پر دعوت وغیرہ کا انتظام کیا جائے۔ تو بعض لوگ اس موقعہ پر نہایت معیوب طریق عمل اختیار کرتے ہیں۔ جو بے حد تکلیف دہ اور پریشان کن ہوتا ہے۔ یعنی دعوت پر کئی ایسے لوگ آجاتے ہیں۔ جو مدعو نہیں ہوتے۔ حالانکہ یہ ایک ایسی حرکت ہے۔ جس کا ارتکاب کوئی خود دار اور حساس انسان نہیں کر سکتا۔ جس شخص کو بلایا نہ جائے۔ اس کا خود بخود بن بلائے چلے آنا کھلی ہوئی بے غیرتی اور بے تمیزی میں داخل ہے لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ اس بات کی پرواہ نہیں کرتے اور نہایت بے تکلفی کے ساتھ آجاتے ہیں۔

متعلقین کو ساتھ لانا

اس کے علاوہ ایک اور لغویت یہ کی جاتی ہے کہ جن لوگوں کو بلایا جاتا ہے۔ ان میں سے کئی ایک اپنے ساتھ اپنے بچوں کو اور بعض ملازمین کو بھی لے آتے ہیں۔ اور بعض کی تو یہ حالت ہوتی ہے کہ جب ان کے گھر کا کوئی چھوٹا بڑا باقی نہ رہے تو پڑوسیوں پر احسان دھرنے کے لئے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یعنی ان کے بچوں وغیرہ کو ساتھ لے لیتے ہیں

بے احتیاطی کی وجہ سے تکلیف

حالانکہ ایک موٹی سے موٹی عقل و سمجھ کا انسان بھی خیال کر سکتا ہے کہ دعوت دینے والوں نے جب مجھے بلایا ہے۔ اور دعوت نامہ میں میرے خاندان کے کسی چھوٹے بڑے کا نام نہیں لکھا۔ تو یقیناً انہوں نے انتظام بھی صرف میرے ہی لئے کیا ہوگا ایسی صورت میں جب میں زائد آدمی لے جاؤنگا۔ تو اس کا نتیجہ سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے۔ کہ کھانے پینے کے متعلق خود بھی تکلیف اٹھاؤں۔ اور اپنے میزبان کے لئے بھی خواہ مخواہ تکلیف کا موقعہ پیدا کر دوں۔ یہ ایک موٹی بات ہے کہ اگر زید کو دعوت دی جائے۔ تو اس سے مراد اس کی ذات ہی ہوتی ہے۔ نہ کہ اس کے گھر کے تمام لوگ۔ مگر حیرت ہے کہ لوگ اتنی سی بات بھی کیوں نہیں سمجھ سکتے۔ اور کیوں اس کا خیال نہیں رکھتے۔ ان میں سے ہر شخص خیال کر لیتا ہے۔ کہ اگر دعوت میں میرے ساتھ ایک دو بچے چلے گئے۔ یا ایک آدھ آدمی زائد چلا گیا۔ تو اس سے کیا حرج ہو جائیگا۔ مگر یہ خیال نہیں کیا جاتا۔ کہ جب دوسرے بھی اسی طریق سے اپنے ساتھ زائد آدمی لے آئیں گے۔ تو بن بلائے مہمانوں کی تعداد کس قدر ہو جائیگی اور دعوت طعام کا انتظام کرنے والوں کے لئے کس قدر مشکل پیش آجائیگی۔ غرض ہمارے ملک میں یہ بہت بڑی مصیبت ہے اس کی وجہ سے جس شخص کے گھر دعوت ہو۔ وہ باوجود اس کے کہ مدعوین کی صحیح تعداد سے کافی زیادہ کھانا تیار کراتا ہے پھر بھی بعض اوقات اسے قلت طعام کے باعث تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ اس کے لئے یہ بھی مشکل ہوتا ہے۔ کہ بن بلائے آنے والوں کو اٹھا دے۔ اور یہ بھی ناممکن ہوتا ہے کہ سب کے کام کھانے کا انتظام کر سکے۔ آخر جو نتیجہ ہوتا ہے۔ وہ سب کو معلوم ہے مگر باوجود اس کے پھر احتیاط نہیں کی جاتی۔ اسلام جو ایک کامل مذہب ہے۔ اور جس میں انسانی زندگی اور معاملات کے ہر پہلو کے متعلق ہدایات موجود ہیں۔ ممکن نہیں تھا۔ کہ اس ضروری امر کے متعلق خاموش رہتا۔ جو انسانوں کی تمدنی اور معاشرتی تعلقات کے متعلق بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اور جو ہر شخص سے اس کے حالت کے مطابق تعلق رکھتا ہے چنانچہ اسلام نے اس بارے میں پوری راہنمائی کی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

يا ايها الذين آمنوا لا تدخلوا بيوت النبي الا ان يؤذن لكم الى طعام غير ناظرين اناه ولكن اذا دعيتم فادخلوا فاذا طعمتم فانتشروا ولا مستأنسين لحديث (سورہ احزاب) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کر کے فرمایا۔ کہ نبی کے گھروں میں نہ داخل ہو۔ مگر اس وقت جب تمہیں کھانے کے لئے اجازت دی جائے۔

اس سے یہ صاف استدلال ہوتا ہے کہ کسی گھر میں کھانا کھانے کے لئے وہی جا سکتا ہے۔ جسے مدعو کیا جائے۔ بغیر بلائے کے کسی کو جانے کی اجازت نہیں۔ دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ قبل از وقت جا کر نہیں بیٹھ رہنا چاہیئے۔ بلکہ جس وقت بلایا گیا ہو۔ اس وقت جانا چاہیئے۔ تیسری بات یہ ثابت ہے کہ کھانا کھانے کے بعد واپس آجانا چاہیئے۔ نہ کہ بیٹھ کر ادھر ادھر کی باتیں شروع کر دینی چاہئیں۔ یہ تینوں باتیں نہایت ضروری اور اہم ہیں۔ اور ان پر عمل کرنے سے وہ تکالیف دور ہو سکتی ہیں۔ جو عام طور پر کھانے کی دعوتوں میں پیش آتی ہیں۔ بغیر اجازت جانے سے جو تکلیف اور مشکل پیش آجاتی ہے۔ اس کا ذکر مختصراً اوپر کیا جا چکا ہے قبل از وقت لوگوں کے چلے جانے سے گھر والوں کے لئے کھانے سے متعلق انتظام میں رکاوٹ پیدا ہو سکتی ہے

اور کھانے کے بعد بیٹھے رہنے سے گھر والوں پر جو جھگڑے مانڈے ہوتے ہیں۔ سخت تکلیف دہ بوجھ پڑتا ہے۔ پس ان باتوں کا ہر مومن کو خیال رکھنا چاہیئے۔

اسوۂ نبوی

قرآن کریم کی اس تعلیم کے علاوہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسوہ بھی یہی بتاتا ہے۔ کہ جن کو بلایا نہ جائے وہ ہرگز کسی کے ہاں دعوت کے موقعہ پر کھانے کے لئے نہ جائیں۔ حدیث میں آتا ہے۔ کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعوت کی۔ اور آپ کے ساتھ چار اور صحابہ کو مدعو کیا۔ گویا کل پانچ کی دعوت تھی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کھانا کھانے کے لئے تشریف لے گئے۔ تو ایک اور صحابی بھی ساتھ ہو لئے۔ میزبان کے گھر تک چلے گئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دروازہ پر پہنچ کر اہل خانہ سے فرمایا۔ کہ ہمارے ساتھ ایک ایسا شخص بھی ہے۔ جسے آپ نے بلایا نہیں۔ اس طرح آپ نے اسے موقعہ دیا۔ کہ وہ اپنے انتظام کے لحاظ سے زائد شخص کی شمولیت یا عدم شمولیت کے متعلق فیصلہ کر سکے۔ اگر کھانے میں گنجائش نہ ہو۔ تو اسے واپس لوٹا دیا جائے۔ چونکہ مدعو کرنے والا صحابی جانتا تھا۔ کہ ایک زائد آدمی کی شمولیت کی صورت میں بھی کھانا کفایت کر سکتا ہے۔ اس لئے اس کو بھی اندر آنے کی اجازت دے دی۔

پس اسلام نے تمام دیگر امور کی طرح اس امر میں بھی ایسی جامع تعلیم دی ہے۔ کہ اس پر عمل کرنے سے نہ تو مہمانوں کو ان تکالیف سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ جو غیر مدعوین کی غیر متوقع آمد اور کھانے کی کمی کا لازمی نتیجہ ہیں۔ اور نہ ہی میزبان کے لئے مہمانوں کی کثرت اور کھانے کی کمی کو دیکھ کر تکلیف کا موقعہ پیدا ہو سکتا ہے۔

جماعت احمدیہ کا فرض

جماعت احمدیہ کو اللہ تعالے نے زندگی کے ہر پہلو میں اسلام کی کامل تعلیم کا نمونہ پیش کرنے کے لئے کھڑا کیا ہے اس لئے اس کا فرض ہے۔ کہ ہر لحاظ سے اسلام کی تعلیم کو دنیا میں رائج کر کے مخلوق خدا کو اس مصیبت اور تکلیف کی زندگی سے نجات دے۔ جو بے راہ روی کے باعث اسے پہنچ رہی ہے۔ اس ضمن میں دعوت کے متعلق بھی اسلامی آداب و احکام کو رائج کرنا ضروری ہے۔ قرآن پاک کے ہر حکم کو مدنظر رکھنا مومن کا فرض ہے۔ اور روحانیت کی تکمیل کے لئے اشد ضروری۔ پس کسی بات کو غیر اہم اور معمولی خیال کر کے نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ ہر بات کا خیال رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کے بغیر تکمیل روحانیت ممکن نہیں۔

گوشوارہ آمد و خرچ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان بابت ماہ جون ۱۹۳۴ء

تفصیل آمد

نمبر شمار	نام صیغہ	رقم آمد
۱	بیت المال	۷۴۳۵ - ۱۱ - ۹
۲	صدقات	۴۴۰ - ۲ - ۳
۳	مقبرہ بہشتی	۶۷۵۵ - ۰ - ۳
۴	تعلیم الاسلام ہائی سکول	۶۳۳ - ۱۰ - ۰
۵	گرلز سکول	۷۸ - ۸ - ۰
۶	امور عامہ	۲۶ - ۲ - ۰
۷	نور ہسپتال	۷۳ - ۵ - ۰
۸	ضیافت	۴۰ - ۶ - ۰
۹	دعوۃ و تبلیغ	۱۶۳۴ - ۲ - ۹
۱۰	تعمیر	۱ - ۲ - ۰
۱۱	تخفیف	۷۶۷ - ۳ - ۳
	میزان	۱۷۸۸۵ - ۵ - ۳
۱۲	بک ڈپو	۱۸۳ - ۰ - ۰
۱۳	ریویو انگریزی	۱۰۱۰ - ۲ - ۰
۱۴	بورڈران ہائی	۴۱۵ - ۲ - ۶
۱۵	بورڈران احمدیہ	۲۹۱ - ۲ - ۰
۱۶	پراویڈنٹ فنڈ	۲۲۶۳ - ۹ - ۶
۱۷	جائداد	۹۴ - ۶ - ۰
	میزان	۴۲۱۲ - ۶ - ۰
۱۸	قرضہ	۱۷۰۰۰ - ۰ - ۰
	میزان کل	۳۹۰۹۷ - ۱۱ - ۳

تفصیل خرچ

نمبر شمار	نام صیغہ	رقم خرچ
۱	بیت المال	۱۷۰۲ - ۰ - ۹
۲	صدقات	۱۶۵۵ - ۱۱ - ۶
۳	مقبرہ بہشتی	۹۹۶ - ۳ - ۳
۴	تعلیم و تربیت	۷۹۵ - ۱۳ - ۰
۵	تعلیم الاسلام ہائی سکول	۲۳۰۴ - ۱۴ - ۰
۶	مدرسہ احمدیہ	۱۱۰۳ - ۱۳ - ۹
۷	گرلز سکول	۸۴۳ - ۱۲ - ۰
۸	احمدیہ ہوسٹل	۳۲۷ - ۲ - ۷
۹	امور عامہ	۶۷۶ - ۹ - ۶
۱۰	نور ہسپتال	۳۴۶ - ۳ - ۰
۱۱	ضیافت	۱۵۹۲ - ۰ - ۹
۱۲	دعوت و تبلیغ	۵۳۵۲ - ۱۵ - ۰
۱۳	تعمیر	۳۸۹ - ۱۰ - ۰
۱۴	قضاء	۱۷ - ۱۱ - ۶
۱۵	خلافت	۷۰۰ - ۰ - ۰
۱۶	پرائیویٹ سکرٹری	۵۰۶ - ۵ - ۹
۱۷	نظارت اعلیٰ	۱۳۲۱ - ۹ - ۰
۱۸	دار الافتاء	۵ - ۱۵ - ۶
۱۹	محاسب	۵۳۱ - ۴ - ۳
۲۰	تالیف و تصنیف	۵۱۰ - ۳ - ۳
۲۱	جامعہ احمدیہ	۵۹۵ - ۱۳ - ۹
۲۲	امور خارجیہ	۶۱۱ - ۱۳ - ۶
۲۳	جائداد	۸۲ - ۱۳ - ۰
	میزان	۲۳۱۸۰ - ۶ - ۰
۲۴	بک ڈپو	۹۹ - ۱۳ - ۰
۲۵	ریویو انگریزی	۴۰۴ - ۶ - ۶
۲۶	بورڈران ہائی	۳۱۲ - ۱۰ - ۰
۲۷	بورڈران احمدیہ	۳۱۱ - ۲ - ۶
۲۸	پراویڈنٹ فنڈ	۳۷۳۵ - ۱۴ - ۶
۲۹	جائداد	۷۱۵ - ۰ - ۰
	میزان	۵۶۱۴ - ۱۳ - ۶
۳۰	قرضہ	۹۹۲۰ - ۰ - ۰
	میزان کل	۳۸۷۱۵ - ۳ - ۶

محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان

دلیل چہارم

(بقیہ صفحہ ۱)

حاکم وقت پیلاطس جو قتل کے احکام جاری کیا کرتا تھا اور جسے صلیب کی مدت کے متعلق تجربہ تھا۔ اس کو جب حضرت مسیح کی موت کی اطلاع دی گئی۔ تو اس نے تعجب اور حیرت کا اظہار کیا اور کہا۔ کہ اتنی جلدی مر گئے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ "ارمتیا کا رہنے والا یوسف آیا۔ جو عزت دار مشیر اور خود بھی خداوند کی بادشاہت کا منتظر تھا۔ اور جرأت سے پیلاطوس کے پاس جا کر لاش مانگی۔ اور پیلاطوس نے تعجب کیا۔ کہ وہ ایسا جلد مر گیا۔ (مرقس ۱۵ ۴۳ تا ۴۴) پس حاکم وقت کا تعجب اور حیرت ظاہر کرنا۔ اور صلیبی عرصہ کو موت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور کسر صلیب

حضرت مسیح علیہ السلام کے واقعہ صلیب کے متعلق تین عقیدے پائے جاتے ہیں۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ یسوع مسیح صلیب پر لٹکائے گئے۔ اور وہیں پر فوت ہو کر تمام دنیا کے گناہوں کا کفارہ ہوئے۔

دوسرا عقیدہ عام مسلمانوں کا ہے۔ جو یہ خیال کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام مطلقاً صلیب پر چڑھائے ہی نہیں گئے۔ بلکہ ان کی جگہ کسی اور شخص کو صلیب دیدیا گیا۔ وہ یہ استدلال قرآن مجید کی آیت ما قتلوہ وما صلبوہ (نساء ع ۲۲) سے کرتے ہیں۔ لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ لغت میں الصلب۔ القتیلۃ المعروفۃ کو کہتے ہیں۔ یعنی صلیب کے معنی ایک خاص طریق سے قتل کرنے کے ہیں۔ قرآن مجید میں آتا ہے۔ الّا ان یقتلوا او یصلّبوا یہاں صلیب دینے سے مراد صلیب پر مار ڈالنے کے ہیں نہ فقط لٹکانے کے اسی لئے اسے قتل کے مترادف لایا گیا ہے۔ پس ما قتلوہ وما صلبوہ کے صحیح اور درست معنی یہ ہیں کہ یہودی نہ تو حضرت مسیح کو قتل کرنے پر قادر ہو سکے۔ اور نہ وہ آپ کو صلیب پر ہی مار سکے۔ اس سے مطلق طور پر صلیب کی نفی کرنی قرآنی آیت کے منشاء کے خلاف ہے۔

تیسرا عقیدہ وہ ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کیا۔ اور وہ یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر لٹکائے تو گئے۔ مگر یہود نامسعود ان کو مار دینے کے ناپاک ارادے میں کامیاب نہ ہوئے۔ یعنی صلیب پر آپ کو مار نہیں سکے۔ اس طرح آپؑ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کو پورا کیا کہ۔ کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیہ (بخاری باب نزول ابن مریم) یعنی مسیح موعود علیہ السلام کا ایک کام یہ ہوگا۔ کہ وہ کسر صلیب کرے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ ثابت کر کے کہ بے شک صلیب قائم تو ہوئی۔ اور حضرت مسیح اس پر لٹکائے بھی گئے لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ اور حضرت مسیح اس سے زندہ نیچے اتار لئے گئے۔ صلیب کو اپنے مقصد میں ناکام کر کے پاش پاش کر دیا۔ پس عیسائی کسر صلیب نہیں کرتے۔ بلکہ اس کو قائم کرتے اور کامیاب بناتے ہیں۔ اور غیر احمدی بھی کسر صلیب نہیں کرتے۔ بلکہ اس کی نفی کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح صلیب پر مطلقاً لٹکائے ہی نہیں گئے۔ یہ نفی صلیب ہے کسر صلیب نہیں۔ کیونکہ کسی چیز کو توڑنا تبھی ہو سکتا ہے جب پہلے اسے ثابت کیا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق کسر صلیب کی۔ اور یہ ثابت کیا کہ صلیب قائم تو ہوئی۔ اور حضرت مسیح اس پر لٹکائے بھی گئے۔ لیکن آپ اس پر قتل نہیں ہوئے۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے صلیب کو ناکام رکھا۔ پاش پاش کیا۔ اپنے اس دعویٰ کا ثبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اناجیل سے پیش کیا۔ اور بتایا۔ کہ انجیل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر لٹکائے گئے مگر وہاں سے زندہ نیچے اتار لئے گئے۔

پہلی دلیل

چنانچہ اس امر کی پہلی دلیل یہ ہے۔ کہ جب یہودیوں کے فقیہی اور فریسی حضرت مسیح کے پاس آئے۔ اور کسی معجزہ اور نشان کے طلبگار ہوئے۔ تو حضرت مسیح علیہ السلام نے انکو جواب دیا۔ "اس زمانہ کے برے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں۔ مگر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائیگا۔ کیونکہ جیسے یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔ (متی $\frac{12}{39-40}$)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام پر اسی قسم کے حالات آئیں گے جیسے حضرت یونس علیہ السلام پر آئے تھے۔ اور حضرت یونس کے ذریعہ مر کر زندہ ہونے کا معجزہ ظاہر نہیں ہوا تھا۔ بلکہ یہ واقعہ ہوا تھا۔ کہ آپ پر اسباب موت جمع ہوئے تھے۔ مچھلی کے پیٹ میں آپ گئے۔ لیکن موت واقع نہ ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بچا لیا۔ اسی طرح یہاں بھی اسباب موت جمع ہونگے۔ اور حضرت مسیح صلیب پر لٹکائے جائینگے۔ لیکن یونسؑ کی طرح موت واقع نہ ہوگی بلکہ اس سے زندہ ہی نیچے اتر آئیں گے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ صلیب قائم تو ہوگی۔ لیکن اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہونے کی وجہ سے پاش پاش ہوگی۔ اور یونس کے واقعہ کی طرح سے اسباب موت جمع ہونگے۔ لیکن موت واقع نہ ہوگی۔

دلیل دوم

انجیل سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے صلیب دئے جانے سے پیشتر نہایت الحاح سے خدا تعالیٰ کے حضور دعا مانگی۔ اور وہ دعا قبول ہوئی۔ چنانچہ لکھا ہے۔ "وہ ان سے الگ ہو کر پتھر کے ٹپے سے آگے بڑھا اور گھٹنے ٹیک یوں دعا مانگنے لگا۔ کہ اے باپ اگر تو چاہے تو یہ پیالہ مجھ سے ہٹا لے۔ تاہم میری مرضی نہیں بلکہ تیری ہی مرضی پوری ہو۔ اور آسمان سے ایک فرشتہ اس کو دکھائی دیا۔ وہ اسے تقویت دیتا تھا۔ پھر وہ سخت پریشانی میں مبتلا ہو کر اور بھی دلسوزی سے دعا مانگنے لگا۔ اور اس کا پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا تھا۔ جب دعا سے اٹھ کر شاگردوں کے پاس آیا۔ تو انہیں غم کے مارے سوتے پایا۔" (لوقا $\frac{22}{42}$)

دوسری جگہ پر دعا کی قبولیت کا ذکر اس طرح ہے۔ "اس نے اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اس سے دعائیں اور التجائیں کیں جو اس کو موت سے بچا سکتا ہے۔ اور خدا ترسی کے سبب اس کی سنی گئی۔" (عبرانیوں $\frac{5}{7}$) پس جب حضرت مسیح کی دعا اور اس کی قبولیت کا ذکر دونوں میں موجود ہے۔ تو ہم یہ کیسے تسلیم کر سکتے ہیں۔ کہ آپ کی وفات صلیب پر ہوئی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کو اس صلیبی موت سے بچایا گیا۔

دلیل سوم

انجیل سے ثابت ہے۔ کہ حضرت مسیح کو اکیلے صلیب پر نہیں لٹکایا گیا۔ بلکہ ان کے ساتھ دو چور بھی تھے۔ جن کو صلیب دیا گیا تھا۔ حضرت مسیح اور ان دونوں پر ایک ہی عرصہ صلیب پر گذرا۔ مگر باوجود اس مساوی عرصہ گذرنے کے انجیل سے ثابت ہے۔ کہ وہ دو نو چور اس عرصہ میں صلیب پر نہیں مرے بلکہ نیچے اترنے کے بعد ان کی ہڈیاں توڑی گئیں۔ تب وہ مرے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ "چونکہ تیاری کا دن تھا۔ یہودیوں نے پلاطس سے درخواست کی کہ ان کی ٹانگیں توڑی جائیں۔ اور لاشیں اتاری جائیں۔ تاکہ سبت کے دن صلیب پر نہ رہیں کیونکہ وہ سبت ایک خاص دن تھا۔ پس سپاہیوں نے آکر پہلے اور دوسرے شخص کی ٹانگیں توڑیں جو اس کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے۔" (یوحنا $\frac{19}{31-33}$) اس حوالے سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر لٹکائے تو گئے۔ مگر وہاں سے زندہ اتر آئے۔ کیونکہ جتنا عرصہ مسیح صلیب پر رہے۔ وہ موت کی یقینی علامت نہیں ہے۔

(باقی دیکھو صفحہ ۹ کالم ۳)

قادیان میں آنکھوں کا ہسپتال

قادیان میں آنکھوں کے ہسپتال کی سخت ضرورت تھی۔ خدا کے فضل سے وہ بھی پوری ہو گئی۔ ڈاکٹر عبداللہ صاحب دہلوی جو آنکھوں کے علاج کے خاص ماہر ہیں ہجرت کر کے تشریف لے آئے ہیں۔ آپ کی ذات سے اہل قادیان اور گرد و نواح کے دیہات کو بہت فائدہ پہنچیگا۔ آپ نے ڈاک خانہ کے قریب سرکاری اسکول کے پاس آنکھوں کا ہسپتال کھول دیا ہے۔ آنکھوں کے ہر مرض کا علاج کرتے ہیں اور موتیا بند کی آنکھیں بھی بناتے ہیں غریبوں کا علاج **مفت** کرتے ہیں۔ جن کی آنکھوں میں کوئی تکلیف ہو۔ وہ ہسپتال میں پہنچ کر علاج کرا سکتے ہیں۔

المشتہر:- ڈاکٹر عبدالرحیم دہلوی ممتحن چشم قادیان

ہر ایک ڈاکٹر و طبیب کے قابل مطالعہ

انجکشن کے طریق علاج کی طرف رہبری کرنیوالی کتاب

رہنمائے انجکشن

مصنفہ ڈاکٹر مختار احمد ممتاز احمدی ایڈیٹر رسالہ تبصرۃ الاطباء لاہور

اردو زبان میں یہ ایک پہلی کتاب ہے۔ جو انجکشن ٹریٹمنٹ پر بہترین اور مکمل طور پر لکھی گئی ہے۔ انجکشن کے آلات کا استعمال۔ کثیر الاستعمال ادویہ ان کے خواص و فوائد کو نہایت آسان اور واضح طور پر بتایا گیا ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ فوٹو بلاکس سے مزین۔ قیمت صرف ایک روپیہ

ملنے کا پتہ:- **کتب خانہ طب جدید میو روڈ لاہور**

ضرورت ہے

ملٹن چائے کی فروخت کرنے اور اس کا سٹاک رکھنے کے لئے چند معتبر اشخاص کی ضرورت ہے ماہوار تنخواہ ایک سو پچاس روپے ہوگی۔ مکان کا کرایہ اور نوکر اس کے علاوہ ہونگے۔ تمام خط و کتابت انگریزی میں ہونی چاہیئے مزید حالات کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر لکھا جائے۔

The Manager The Milton House P.O. Box 6837
Burra Bazar Calcutta.

محافظ اٹھرا گولیاں (رجسٹرڈ)

بے اولادوں کے لئے نعمت غیر مترقبہ

جن کے بچے چھوٹی ہی عمر میں فوت ہو جاتے ہوں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ یا حمل گر جاتا ہو۔ اس مرض کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ طبیب لوگ اسقاط حمل اور ڈاکٹر صاحبان مس کیرج کہتے ہیں یہ نہایت ہی موذی بیماری ہے۔ اس نے ہزاروں گھر بے اولاد کر دئے۔ جو ہمیشہ نونہال بچوں کی آرزو میں غم و مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں۔ مولا کریم ہر ایک کو اس موذی مرض سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ اس بیماری کا مجرب علاج مالک دواخانہ رحمانی نے استادی المکرم حضرت نورالدین شاہی طبیب سے سیکھا ہے۔ اور حضور ہی کے حکم سے ۱۹۱۰ء سے پبلک میں شائع کیا۔ اور احتیاطی رنگ میں گورنمنٹ آف انڈیا سے اپنے دواخانہ کے لئے رجسٹرڈ کرا دیا ہے تاکہ پبلک کسی اور کے دھوکہ میں نہ پھنس جائے۔ محافظ اٹھرا گولیاں مولانا استادی المکرم نورالدین شاہی طبیب کا مجرب نسخہ ہے۔ ہوشیار رہیں۔ صرف دواخانہ ہذا کے لئے رجسٹرڈ ہے۔ اس کے استعمال سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں۔ اس کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت۔ تندرست اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہو کر مایوس والدین کے سینہ دل کی ٹھنڈک ہوتا ہے منگوا کر استعمال کرا کر قدرت خدا کا زندہ کرشمہ دیکھئے۔ مشک آنست کہ خود ببوید۔ قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک ۱۱ تولہ یکدم منگوانے پر للعہ علاوہ محصولڈاک نوٹ:- اس دواخانہ کے سرپرست اور نگران حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب ہیں۔ لہذا تمام ادویہ صحیح اور کامل اور پوری احتیاط سے اور خاص طبی طریق سے تیار کیجاتی ہیں۔ **عبدالرحمٰن کاغانی اینڈ سنز دواخانہ رحمانی قادیان۔ پنجاب**

گکرے! اگکرے!! اگکرے!!!

آنکھوں کیلئے کیا ہی تباہ کن مرض ہے۔ جس سے آنکھوں میں کھجلی کی تکلیف رہتی ہے۔ روشنی میں آنکھیں بخوبی کھل نہیں سکتیں۔ نظر آہستہ آہستہ مفقود ہوتی جاتی ہے۔ غرضیکہ اس مرض سے سخت تکلیف ہوتا ہے۔ یہ مرض اگر ایک دفعہ جڑ پکڑ جائے تو ہٹنے کا نام نہیں لیتا۔ اور اکثر اوقات اپریشن تک نوبت آجاتی ہے پس اس مرض کا جہاں تک ہو سکے۔ بہت جلدی علاج کرنا چاہیئے سب سے بڑھکر اس مرض کیلئے **سرمہ نورانی** ہے۔ گکرے خواہ پرانے ہوں یا نئے۔ سرمہ نورانی کے استعمال سے بہت جلدی دور ہو جاتے ہیں۔ اگر فائدہ نہ ہو تو حلفیہ تحریر آنے پر قیمت واپس کر دیجائیگی۔ ضرور آزمائش کیجئے۔ اور اس بیش بہا تحفہ سے فائدہ اٹھائیے۔ سرمہ نورانی بیکار دوا نہیں ہے۔ تمام نظر کو تیز کرتا ہے جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ قیمت فی شیشی عہ علاوہ پیکنگ و محصولڈاک لکھ کر منگوائیے۔ نمونہ مفت طلب کیجئے

دلکشا منجن — دانتوں اور مسوڑوں کی جملہ امراض کے لئے واحد منجن ہے۔ اس سے پایوریا جیسا موذی مرض بھی جڑ سے اکھڑ جاتا ہے۔ لیکن استقلال کے ساتھ استعمال کرنا شرط ہے۔ قیمت فی شیشی

دلکشا ہیر آئل — بالوں کے لئے از بس بہترین تیل ثابت ہو چکا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ اونس ایک روپیہ ۹ اونس کی شیشی علاوہ محصولڈاک۔ ۱۲ اونس والی دو شیشیاں ایک ہی شیشی جتنے محصولڈاک میں جا سکتی ہیں۔ اس کا ضرور خیال رکھا کریں۔

کنارسی روس — عورتوں اور مردوں کی مخصوص بیماریوں کیلئے لاثانی ہے۔ قیمت فی شیشی تین شیشی للعہ تفصیل کیلئے کارخانہ کی مکمل فہرست ایک کارڈ لکھ کر مفت طلب فرمائیے۔ نوٹ:- آرڈر دیتے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ **دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان**

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

حیدر آباد دکن کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ اخبار "النجم لکھنؤ" کا داخلہ قلمرو آصفیہ میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اخبار مذکور نے اعلیٰ حضرت کے بعض فرامین کی عمداً غلط ترجمانی کی۔

الہ آباد کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ پنڈت جواہر لال نہرو کی بیوی مسز کملا نہرو سخت بیمار ہیں۔ بخار کی حدت کے علاوہ سینہ میں درد کی شکایت ہے اور تنفس میں بڑی دقت محسوس ہو رہی ہے۔

لکھنؤ سے ۹ راگست کی اطلاع ہے کہ مولوی آزاد سبحانی کو ایک باغیانہ تقریر کرنے کے الزام میں گرفتار کرکے جیل بھیجدیا گیا ہے۔

لاہور راولپنڈی ڈویژن کے غیر مسلم حلقہ کی طرف سے اسمبلی کے لئے بھائی پرمانند ایم ایل اے صدر آل انڈیا ہندو مہاسبھا امیدوار کھڑے ہوئے ہیں۔

لاہور سے ۱۰ راگست کی اطلاع ہے کہ بھائی جی کے مقابلہ میں اسی حلقہ سے دیوان چمن لال بیرسٹرایٹ لا کانگرس کے ٹکٹ پر کھڑے ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

کراچی پولیس نے ۹ راگست کی اطلاع کے مطابق حکومت ہند کے حکم سے تین معزز افغانوں کو جو کراچی میں رہتے ہیں گرفتار کر لیا ہے۔ گرفتار شدگان میں آغا عبدالغفار خان سابق افغان قونصل متعینہ کراچی بھی ہیں۔ قانون خارجہ کے ماتحت انہیں کراچی کے ڈسٹرکٹ جیل میں رکھا گیا ہے۔ اور محکمہ سیاسیہ تحقیقات کر رہا ہے۔

مسٹر رفیع احمد قدوائی نے کونسلوں میں داخلہ کے خلاف جو پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے۔ الہ آباد سے ۹ راگست کی اطلاع کے مطابق اس سے کانگرسی حلقوں میں عدم درجہ کا ہیجان پیدا ہو گیا ہے۔ اس سلسلہ میں پراونشل کانگرس کمیٹی کا ایک اجلاس ۱۶ راگست کو کانپور میں منعقد ہونے والا ہے۔ جس میں پیدا شدہ صورت حالات پر غور کیا جائے گا۔

گورنر بنگال کلکتہ سے ۹ راگست کو لنڈن جانے کے لئے بمبئی روانہ ہو گئے۔ آپ کی عدم موجودگی میں سر جان ووڈہیڈ بطور قائم مقام گورنر کام کریں گے۔

لنڈن سے ۹ راگست کی اطلاع ہے کہ مسٹر وکھم سٹیڈ نے انگریزی رسالہ "انیسویں صدی" کے جولائی نمبر میں ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ جس میں جرمنی کے دفتر جنگ کے صیغہ ایرگیس کے متعلق سنسنی خیز حالات کا انکشاف کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ جرمنی وار آفس کی طرف سے لنڈن اور پیرس کے متعلق اس بات کے تجربات کئے جا رہے ہیں۔ کہ ہوائی جہازوں سے شہروں میں جراثیم سے بھری ہوئی گیسیں کس طرح چھوڑی جا سکتی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جرمنی کے ایجنٹوں نے ان تجربات سے خاطر خواہ نتائج اخذ کئے ہیں۔ ایک اقتباس میں درج ہے کہ لنڈن اور پیرس جیسے بڑے شہروں کو زمین دوز ریلوے سسٹم میں جراثیم سے بھری ہوئی گیس چھوڑ کر مسموم کرنا قابل عمل ہے۔

سی پی اور برار کے جیل خانجات کے نظم و نسق کی رپورٹ بابت ۳۳ء سے مظہر ہے۔ کہ دوران سال میں ۴۹ اشخاص کو پھانسی دی گئی۔ اور ۴۴ اشخاص جیل کے اندر ہی مر گئے۔ سال کے شروع میں ۵۲۹۹ قیدی جیلوں میں تھے۔ اور سال کے اختتام پر ۴۹۳۱

نیویارک کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ مسٹر جیمز گیرارڈ نے جو جرمنی میں بطور امریکن سفیر کام کر چکے ہیں۔ اور جنہیں جرمنی کے حالات کا خاصا تجربہ ہے۔ نیویارک میں ایک تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ میں جرمنی کے موجودہ حالات کی روشنی میں یہ پیشگوئی کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ ہر ہٹلر کو بہت جلد قتل کر دیا جائیگا۔ اور ڈاکٹر ڈولفس کی طرح اس کا قتل بھی ملک میں ایک اور انقلاب بپا کرے گا۔ کیونکہ جو شخص تلوار کے بل بوتے پر حکومت کرتا ہے۔ اس کی موت بھی تلوار کی تیز دھار سے ہی ہوتی ہے۔

عثمان آباد (حیدر آباد دکن) کے مقامی اخبارات میں یہ اطلاع شائع ہوئی ہے۔ کہ وہاں چہار شنبہ کو شدید بارش ہوئی۔ جس سے آٹھ سو مکانات گر گئے۔ ڈسٹرکٹ جیل بھی منہدم ہو گیا۔

اسمبلی کے اجلاس منعقدہ ۸ راگست میں انڈین نیوی بل پیش ہوا۔ جو ۴۳ کے مقابلہ میں ۵۳ آراء کی کثرت سے سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کر دیا گیا۔

کلکتہ سے ۸ راگست کی اطلاع ہے کہ پریذیڈنسی پولیس ایڈمنسٹریشن کی ۳۳ء کی رپورٹ کے ماتحت حکومت بنگال کی ایک قرارداد میں بتلایا گیا ہے کہ دوران سال میں دہشت انگیزی کی ۱۴ وارداتیں ہوئیں۔ اس سے پہلے سال ۴۷ وارداتیں ہوئی تھیں۔

آسٹریا کے سابق چانسلر ڈاکٹر ڈولفس کی تعزیت میں ۹ راگست کو وائنا میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا۔ حاضرین کی تعداد تین لاکھ کے قریب بیان کی جاتی ہے۔ جدید چانسلر سٹار ہمبرگ نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ سرحد پار کے لوگ یعنی جرمن سمجھ لیں۔ کہ آسٹریا کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ اب ہم بھی ان کے خلاف ایسی ہی کارروائیاں کریں گے۔ جیسی وہ ہمارے خلاف کر رہے ہیں۔ حکومت قاتلان ڈولفس سے مفاہمت نہیں کر سکتی۔

نیویارک سے ۹ راگست کی اطلاع ہے کہ گرمی کی شدت سے اب تک پندرہ سو آدمی ضائع ہو چکے ہیں اور اموات کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے فصلیں تباہ ہو گئیں۔ اور جاندار گرمی سے تڑپ رہے ہیں۔ اب تک دس لاکھ مویشی سرکاری حکم سے شکاگو میں ذبح کئے جا چکے ہیں

برلن سے ۹ راگست کی اطلاع ہے کہ ۳۱ جولائی کو جرمنی میں بے روزگاروں کی تعداد ۲۴ لاکھ ۲۶ ہزار تھی۔ جن میں تقریباً بیس لاکھ مرد ہیں۔

لارڈ و لیڈی ولنگڈن ۱۱ راگست کو لنڈن سے ہندوستان آنے کے لئے روانہ ہو گئے۔

جبل پور سے ۸ راگست کی اطلاع ہے کہ وہاں ایک گاؤں میں ایک زمیندار نے ریت کے اندر سے کسی مردے کے آثار دیکھے۔ اس نے اسے باہر کھینچنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ آخر کئی لوگوں کو ساتھ لے کر جب اس نے زمین کھودی۔ تو ایک ۳۱½ فٹ کا انسانی ڈھانچہ برآمد ہوا صرف ٹانگوں کی لمبائی دس فٹ تھی۔ اس ڈھانچہ کو آثار عتیقہ کے طور پر رام گڑھ کے سردار کے محل میں رکھ دیا گیا ہے

بنارس سے ۹ راگست کی اطلاع کے مطابق سٹر سری پرکاشا ایک منصف مزاج ہندو نے ایک بیان کے دوران میں کہا۔ کہ یہ ہندو ذہنیت کا خاصہ ہے کہ اتحاد و اتفاق پر اظہار افسوس کیا جائے۔ اور نفاق و افتراق پر خوشی کے شادیانے بجائے جائیں۔

کونسل آف سٹیٹ میں ۹ راگست کو آرمی سکرٹری نے بتایا۔ کہ حکومت ہند کو حکومت بنگال کی طرف سے بنگال میں ایک پلٹن کے اضافہ کے متعلق رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ فوجی دستہ کے اس اضافہ کے متعلق بنگال کونسل نے بھی سفارش کی تھی۔ مگر حکومت ہند بحالت موجودہ بنگال میں فوجی پلٹن کے اضافہ کا ارادہ نہیں رکھتی۔

مسٹر چاؤلا جو تمام دنیا کے گرد پرواز کرنے کے لئے روانہ ہوئے تھے۔ نئی دہلی سے ۸ راگست کی اطلاع ہے کہ۔ ان کے متعلق بغداد سے روانہ ہونیکے بعد کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ اور سخت تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ دریافت حالات کے لئے تمام ہوائی مستقروں کو تار بھیجے گئے ہیں

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی